پیامِ عید کی روشن سحر

رُخ چوہدری

ناولٹ

"نہیں نہیں ہرگز نہیں، میں اس بے وقوف عاقب کے ساتھ شادی نہیں کروں گی آخر ان سب نے یہ فیصلہ کیا کیسے، شکل نہیں دیکھی اس نے اپنی جس کے ساتھ چند منٹ بات کرنا دشوار ہوتا ہے اس کے ساتھ تمام عمر گزاری جائے اچھی زبردستی ہے بھئی۔ تمام بچپن اس کے کان مروڑتے ہوئے گزر گیا جس کی درگت بنائی اب اسی کی غلامی کروں بیوی بن کر لاحول ولا ناممکن۔"

ہوا یہ تھا کہ وہ ابھی ابھی دادی جان کے کمرے کے سامنے سے گزر کر آرہی تھی اور اندر سے آنے والی آوازیں بتا رہی تھیں کہ حادیہ حبیب کی شادی عاقب درانی سے کردی جائے، بس پھر کیا تھا دھماکے ہونے لگے تھے وہ تو اس گھر کو اس کا احسان مند ہونا چاہیے تھا کہ اس نے گھر پر پتھراؤ نہیں کردیا البتہ عاقب کو سنگسار کرنے کی تمنا جو دل میں تھی وہ تو کسی نہ کسی طرح پوری کرنے کو مچل رہی تھی لیکن فی الحال وہ موجود نہیں تھا اس نے غصہ میں کمرے کا حلیہ بگاڑ دیا۔

"میری شادی کریں گے عاقب کے ساتھ، مر کر بھی ایسا نہیں ہونے دوں گی میری سمجھ میں نہیں آتا آخر یہ فیصلہ کیوں کیا گیا چھوٹی چھوٹی آنکھوں والا عاقب جانے کیوں سب کو پسند آگیا میں سب جانتی ہوں اس کی آپا جو آئی ہیں ناں دوبئی سے یہ سارا کیا دھرا ان ہی کا ہے مگر میں۔۔۔ میں بھی دیکھ لوں گی۔"

اب کی بار اس نے فضا میں صوفے کے تمام کشن اچھال دیے۔

"اور۔۔۔ اور۔۔۔ عاقب نے ایک ناممکن کیچ لے کر حادیہ حبیب کو کیچ آؤٹ کر دیا۔"

باقی کشن تو کارپٹ پر جا گرے تھے مگر ایک کشن کو اندر آتے عاقب نے اچھل کر کیچ کر لیا اور اب خونخوار بلی بنی حادیہ کے سامنے کھڑا تھا۔

"تم۔۔۔ تم یہاں آئے کیسے۔" وہ پنجے جھاڑ کر اس پر جھپٹی وہ ڈر کر پیچھے ہٹ گیا۔

"یایا اپنی ٹانگوں پر چل کر آیا ہوں بقدم خود قسم سے۔"

"لیکن جناب اب تمہارا اپنی ٹانگوں پر شاید یہ آخری سفر تھا۔"

اب کی بار اس کا حملہ عاقب کی ٹانگوں پر ہوا تو وہ فضا میں اچھل گیا۔

"یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے لگتا ہے آج پھر دورہ پڑا ہے، اے بدمزاج چڑیل اب کی بار مجھے اپنی ٹانگوں پر باہر جانے دے آئندہ احتیاط برتوں گا۔"

عاقب بے چارے کو بالکل سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کس بات پر بگڑ رہی ہے وہ تو یونیورسٹی سے ابھی ابھی آیا تھا کسی دوست سے مل کر۔

"بزدل، شخص اگر اپنی ٹانگیں اتنی عزیز ہیں تو مجھ سے شادی کا خواب کیوں دیکھا تم نے۔"

وہ پھر جھپٹی تو وہ کارنر ٹیبل سے اچھل کر نیچے آگیا۔

"کیا۔۔۔ کیا۔۔۔ لڑکی تم اپنے حواسوں میں تو ہو، میں اور تم سے شا۔۔۔ شادی۔ دماغ تو نہیں چل گیا تمہارا۔ ظاہر ہے جب تم ہر وقت میرے بارے میں

سوچو گی تو خواب بھی میرے ہی بارے میں آئیں گے
نا ں تم سے شادی۔۔۔ لاحول۔۔۔ ولا۔۔۔ ہائی داوے یہ
ہوائی کس دشمن نے اڑائی ہے یا آپ جناب کی
خواہش ہے۔"

"حکومت میں خود اپنے کانوں سے سن کر آرہی
ہوں دادی جان کے کمرے سے روبی آپا کی آواز آرہی
تھی کہ عاقب اور حادیہ کی شادی کروا دی جائے۔"

"کیا۔ کہا' روبی آپا یعنی کہ عاقب کی بڑی ہمشیرہ اس
قسم کی نا عاقبت اندیشی کی بات کر رہی تھیں ناممکن۔۔۔
ناممکن ہے۔" وہ سرے سے اس بات کے وجود سے مکر
گیا۔

"تو تمہارا کیا مطلب ہے میں خود سے گھڑ رہی
ہوں۔" وہ چلائی۔

"تو اس میں شبہ کیا ہے بعض اوقات انسان اپنی
خواہشات دوسروں کے نام سے منسوب کر کے اظہار
کر دیتا ہے ہو سکتا ہے تم بھی۔۔۔" عاقب نے اسے
چھیڑنے کی غرض سے کہا تو حادیہ نے پیتل کا گلدان
اٹھا لیا

"تمہارا مطلب ہے یہ میری خواہش ہے بولو۔"
قریب تھا کہ اس کا ایک سر دو حصوں میں بٹ جاتا وہ
بول پڑا۔

"نہیں۔۔۔ آں رکو میرا مطلب یہ تھا کہ آپا کو ایک

عرصہ ہو گیا ہے خاندان سے دور رہتے ہوئے ان کو کیا خبر کہ کون کتنے پانی میں ہے کس کے دماغ کے کتنے پرزے ڈھیلے ہیں ارے بھئی ابھی تو وہ آئی ہیں چند روز وہ تمہیں دیکھیں گی خود ہی اندازہ ہو جائے گا اور اپنا فیصلہ بدل لیں گی۔"

وہ بڑے مزے سے اس کی پریشانی سے محظوظ ہوتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"تم کو کیا مصیبت ہے تم ان کا فیصلہ بدلنے سے پہلے اپنا فیصلہ بدلو اور انکار کر دو۔"

وہ جلد از جلد اس بات کو ختم کر دینا چاہتی تھی۔

"ارے احمق لڑکی میں نے کوئی فیصلہ کیا ہی کب ہے جو بدلوں گا۔"

"تو... تو تم مجھ سے شادی تو نہیں کرنا چاہتے نا۔" وہ تصدیق کے لیے اس کے قریب آ کر پوچھ رہی تھی۔

"مس حادیہ حبیب تم سے شادی وہ کرے جس کی دماغی حالت مشکوک ہو یا جو وہ زندگی سے بے زار ہو نہ تو میرا دماغ خراب ہے اور نہ میں زندگی سے بے زار ہوں کہ تم سے شادی کروں۔"

"پھر تم انکار کیوں نہیں کر دیتے۔" وہ زچ ہو گئی۔

"احمق ہو تم، نہ تو مجھے ابھی اس بات کا ڈھنگ سے پتا چلا ہے اور نہ باقاعدہ مجھ سے رائے لی گئی ہے تو انکار کیسے کروں اب مجھے تمہاری طرح کن سوئیاں لینے کی عادت تو ہے نہیں کہ آپی سے کہہ دوں میں نے ان کانوں سے سنا ہے نہ بابا نہ... میں ایسا نہیں کر سکتا۔" اس نے صاف انکار کر دیا۔

"تو تم انکار نہیں کرو گے" حادیہ کے لمبے لمبے ناخن اس کی گردن میں پیوست ہونے لگے۔

"تو تم انکار کر دینا ناں میری طرف سے اجازت ہے۔"

"تم نہیں کرو گے۔" دباؤ بڑھنے لگا۔

"نہیں..." وہ بھی اسے ستا رہا تھا۔

"عاقب میں تمہیں قتل کر دوں گی۔" وہ مزید دباؤ ڈالنے لگی تب اس نے اس کے ہاتھ تھام لیے۔

"دیکھو حادیہ میں اگر انکار کروں گا تو خاندان بھر میں ناخلف گستاخ مشہور ہو جاؤں گا لہٰذا بہتر ہو گا تم انکار کر دینا۔" انکار کی ذمہ داری خود اس پر آ گئی تو وہ خوف زدہ ہو گئی۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کیا میری بدنامی نہیں ہو گی خاندان بھر میں منہ زور بے حیا مشہور ہو جاؤں گی۔ پڑھائی پر الزام الگ آئے گا۔ نہیں میں تو انکار نہیں کروں گی۔"

اس نے بھی صاف انکار کر دیا۔

"تو ٹھیک ہے ہونے دو شادی..." عاقب اطمینان سے مسکرایا۔

"ناممکن مر کر بھی نہیں۔" وہ چلائی۔

"اچھا تو کسی تیسرے بندے سے مشورہ کر لیتے ہیں، وہ جو کہے گا ویسا کریں گے اتنا تعاون تو میں تمہارے ساتھ کرنے کو تیار ہوں" عاقب نے اسے اپنے تعاون کی آفر کی تو وہ کچھ ممنون ہونے لگی۔

"اچھا میں دیکھتی ہوں کسی کو۔" وہ آہستگی سے باہر نکلی اسی وقت راحیل انگلی پر چابی گھماتا گنگناتا ہوا باہر جا رہا تھا۔

"راحیل، راحیل۔" وہ تقریباً" بھاگتی ہوئی راحیل کے سامنے آ گئی۔

"فرماؤ۔" وہ بدستور چیونگم چباتا رہا۔

"یہاں آؤ، میری بات سنو پلیز۔"

"سوری کزن اس وقت میں صرف گانا سننے کے موڈ میں ہوں سناؤ گی۔"

وہ اس کی طرف جھکا گنگنانے لگا۔

واجاں ماریاں بلایا کئی وارنی۔

"بھاڑ میں جاؤ۔" وہ جل کر بولی۔

"تمہیں بھی ساتھ لے کر جاؤں گا۔" وہ مسخرے پن سے ہنسا تو وہ چڑ کر اندر آ گئی۔

"ہونہہ مشکل کے وقت کوئی بھی ساتھ نہیں دیتا۔" وہ بے بسی سے کرسی پر ڈھیر ہو گئی۔

"ساتھ دے تو رہا ہوں اور کیسے ساتھ دوں۔" عاقب نے اسے دیکھا جو بڑی بے زار لگ رہی تھی۔

"تمہارا کیا ہے تم تو خود مشکل میں گرفتار ہو میں اس بدتمیز راحیل کی بات کر رہی ہوں بلایا تو مسخرے پن سے ہنستا ہوا باہر نکل گیا خود غرض کہیں کا" اور خود اپنا وقت بھول گیا ایسے ایسے موقعوں پر میں نے اس کا ساتھ دیا ہے یاد نہیں۔"

کیا مطلب راحیل نے کہا ہے اس گھامڑ نے یہ عاقب حیرت سے پوچھ رہا تھا۔

"لگتا ہے اور نہیں تو کیا میں خود سے گھڑ رہی ہوں۔"

"ٹھیک ہے اسے سزا ملنی چاہیے لیکن حادیہ بندہ ہے بڑا بم کا ایسے ایسے مشورے دیتا ہے کہ سانپ بھی مرجاتا ہے اور لاٹھی بھی جوں کی توں رہتی ہے۔ مشورہ ہاتھ لگے تب ناں نخرے بھی تو اتنے ہی دکھاتا ہے۔" حادیہ بے بسی سے بولی۔

"ارے اس میں پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے ابھی ہم اسے کڈنیپ کر کے باہر کہیں لے جائیں گے اور اس سے مشورہ لیں گے بس احتیاط رہے کہ کسی اور کو خبر نہ ہو۔"

عاقب کا مشورہ خاصا جاندار تھا راحیل بہت اچھا مشیر تھا مگر اسے گھمنڈ بھی اسی قدر تھا اس لیے تو اتراتا تھا اپنے مشوروں کی بھاری فیس بھی وصول کرتا تھا۔

"ٹھیک ہے چلو دیکھتے ہیں ابھی گزرے گا تو پکڑ لیں گے میرا خیال ہے اوپر والا اسٹور ہے ناں وہاں لے جا کر پوچھ لیں گے۔"

دونوں راحیل کے اغوا کے ارادے سے باہر آئے شام کے سائے گہرے ہو چکے تھے لاؤنج کی کھڑکی سے دونوں کی نظریں ایک ساتھ اندر آتے راحیل پر پڑیں دونوں نے نظروں ہی نظروں میں ایک دوسرے کو اشارہ کیا وہ سیٹی پر کوئی گیت گنگناتا جیسے ہی آگے بڑھا اسی وقت بجلی چلی گئی ان دونوں کے ارادوں پر اوس پڑ گئی راحیل کی سیٹی بھی گم ہو گئی وہ گرتا پڑتا جیسے ہی آگے بڑھا عاقب نے اسے اچک لیا حادیہ نے دوپٹے کا گولہ بنا کر اس کے منہ میں ٹھونس دیا۔ بیچارا ہوں ہاں کر کے ہاتھ پیر مارتا رہا۔

"خبردار جو کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی ہو تو۔" عاقب اسے بازوؤں میں جکڑے اوپر لا رہا تھا حادیہ بھی ساتھ تھی اندھیرے کی وجہ سے تینوں ایک ساتھ گرتے گرتے بچے۔

"میرا خیال ہے عاقب ابھی اسے کرسی سے باندھ دیا جائے اور فی الحال اسے یہاں چھوڑ کر نیچے چلے جاتے ہیں دادا جان وغیرہ آگئے تو شامت آجائے گی جب بجلی آجائے گی تو آکر اسے کھول دیں گے اور مشورہ لیے بغیر چھوڑیں گے نہیں۔"

"چلو یہ بھی درست ہے لیکن دوپٹہ اچھی طرح ٹھونس دو اگر چلائے گا تو بچوں کی طرح حلق پھاڑ کر سارا شہر جمع کر لے گا اور گھر کے بزرگوں کو تو تم جانتی ہی ہو۔"

عاقب نے ہاتھ پاؤں مارتے راحیل کو اچھی طرح قابو کر کے کرسی پر باندھ دیا حادیہ نے اپنا کام پورا کر دیا اس کے منہ میں دوپٹہ اچھی طرح ٹھونس دیا۔

"ارے اپنے بزرگوں کی تو بات ہی نہ کرو ترقی کے اس دور میں بھی ہم لوگوں کو قبل مسیح کے احکامات کا پابند کرنا چاہتے ہیں اور یہ جو اپنے دادا حضور ہیں ناں ان کی تو سمجھ میں بات ہی نہیں آتی کبھی کبھی تو مجھے دادی جان کی بات صحیح لگتی ہے کہ لو بھلا اب ایسی گستاخی ہم تو نہیں کر سکتے ناں حالانکہ ان کی حرکتوں پر باتوں پر بے اختیار دل چاہتا ہے کہ۔۔۔ خیر چلو آؤ جب بجلی آئے گی آئیں گے۔"

"بہتر خیال ہے راحیل میاں جب تک بجلی آئے تم ہمارے مسئلے پر غور کرنا کان تو کام کر رہے ہیں ناں۔"

اندھیرے میں کچھ نظر نہیں آرہا تھا راحیل نے ہوں ہوں کی تھی شاید۔

"ہمیں اپنا انجام معلوم ہے یار مگر مجبوری ہے وہ کیا ہے کہ گھر کے بزرگ میری اور حادیہ کی شادی کا خطرناک ارادہ رکھتے ہیں اور یہ ارادہ ہیرو شیما پر گرنے والے بم سے زیادہ خطرناک ارادہ ہے۔ جس سے میری تو زندگی تباہ و برباد ہو جائے گی میں مارا جاؤں گا بہت زیادتی ہوگی میرے ساتھ تم خود سوچو کہاں میں ہزاروں دلوں کی دھڑکن عاقب جاوید کی طرح پرکشش اسمارٹ عاقب کہاں حادیہ جیسی نک چڑی بسورتی صورت والی لڑکی نہ بابا' یہ زیادتی ہے میرے ساتھ۔"

"حکومت' زیادتی تو میرے ساتھ ہے کہاں میں اور کہاں تم تم میرے آئیڈیل کے پاسنگ بھی نہیں ہو دیکھو راحیل ایسا کوئی منصوبہ سوچو کہ بزرگ ہمارا رشتہ نہ کریں کیونکہ ہم ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں لہٰذا ہمارا رشتہ طے نہ کیا جائے ورنہ ہم دونوں ہم کشی کر لیں گے کیوں عاقب۔"

اندھیرے میں اپنی بات کی تصدیق پر حادیہ نے عاقب کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس کی انگلیاں اس کی آنکھوں میں گھس گئیں۔

"ہاں۔۔۔ ہاں ٹھیک ہے مگر آنکھیں تو نہ نکالو۔ مگر یہ ہم کشی کیا ہوتا ہے۔"

عاقب اس کی بات کا مطلب نہیں سمجھا تو وہ چڑ گئی۔

"او ہو انتہائی احمق اور ناسمجھ ہو میرے انکار کی وجوہات میں ایک یہ بھی شامل کر لینا راحیل بھئی دو خودکشی مل کر ہم کشی ہو گئے کہ نہیں۔" حادیہ نے اپنی بات کی وضاحت کی راحیل مستقل فرار ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اوہو پریشان کیوں ہوتے ہو، کھول دیں گے تمہیں بھی پہلے ہمارے مسئلے کا اچھا حل سوچ کر رکھنا جیسے ہی بجلی آئے گی ہم تمہیں آزاد کر دیں گے اور بہترین مشورہ دینے پر چانسز لے کر چلیں گے۔ او کے بائے و کھوڈر نا نہیں۔"

جاتے جاتے عاقب نے زور سے راحیل کے گدگدی کی تو وہ کرسی پر سے اچھل پڑا اور ہوں ہی کر کے رہ گیا اور وہ دونوں اپنے منصوبے کی کامیابی پر اور راحیل کو قابو کر لینے کی خوشی مناتے سیڑھیاں اتر رہے تھے دونوں ابھی آخری سیڑھی پر تھے کہ بجلی آ گئی سارا گھر روشن ہو گیا۔

"ہیلو حادیہ کیسی ہو اور عاقب کیا ہو رہا ہے۔"

"فائن۔۔۔" حادیہ نے پشت سے اپنی چوٹی کھینچنے والے کو نرمی سے کہا پھر جب جانے والے کی پشت اور گنج پر غور کیا تو وہ چلا اٹھی۔

"عاقب یہ تو راحیل تھا، یہ۔۔۔ یہ نیچے آیا کیسے۔"

"یار واقعی سوچنے کی بات ہے یہ نیچے آیا کیسے اس نے خود کو کھولا۔ راحیل۔۔۔ راحیل۔۔۔"

عاقب ایک دم اس کے پیچھے بھاگا راحیل آگے کھڑا ہوا، آخر پکڑا گیا۔

"کیا ہو گیا ہے تمہیں کیوں چوہے بلی کا کھیل کھیل رہے ہو۔" راحیل نے اپنا آپ عاقب کی قید سے آزاد کراتے ہوئے دونوں کو دیکھا۔

"کھیل کے بچے یہ بتاؤ تم نے رسیاں کھولیں کیسے۔" عاقب حیرت سے پوچھ رہا تھا۔

"کون سی رسیاں یار۔۔۔ دماغ تو خراب نہیں ہو گیا تم لوگوں کا۔"

"ارے بھئی بناؤ مت جس سے ہم نے تمہیں باندھا تھا اور۔۔۔ اور۔۔۔ تم سے مشورہ بھی مانگا تھا۔"

"یہ۔۔۔ یہ کیا کہہ رہے ہو تم لوگ لگتا ہے دونوں باجماعت پاگل ہو گئے ہو واہ کہاں تو جانی دشمنی اور کہاں اتنی انڈر اسٹینڈنگ کہ پاگل بھی ایک ساتھ ہوئے ہو۔"

راحیل نے ان کی باتوں کو نہ سمجھتے ہوئے مذاق اڑایا۔

"پھر وہی بکواس، اب تم یہ بھی کہو گے کہ۔۔۔ ہم نے تمہیں نہیں باندھا اور تم وہ میرا دوپٹہ کہاں پھینک آئے ہو"

"کون سا دوپٹہ بھئی؟۔" راحیل نے قطعی لاعلمی کا اظہار کیا تو وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ راحیل کے کسی انداز سے پتا نہیں چل رہا تھا کہ وہ کچھ دیر قبل بندھا ہوا تھا۔

"وہی دوپٹہ جو میں تمہارے منہ میں ٹھونس کر آئی تھی۔"

"یار یہ کیا ہو گیا ہے تم دونوں کو، کیوں میرا دماغ خراب کر رہے ہو پاگلوں۔" راحیل چڑ گیا۔

"تو کیا تم۔۔۔ اوپر نہیں تھے تم وہ نہیں تھے جس کو ہم نے کڈنیپ کیا تھا۔"

"نہیں۔" راحیل نے حیرت سے ان کو دیکھتے ہوئے انکار کر دیا۔

"اور تم وہ نہیں جس کے منہ میں۔۔۔ میں نے اپنا سارا دوپٹہ ٹھونس دیا تھا۔"

"یا وحشت نہیں، نہیں۔۔۔ کیا ہو گیا ہے تم لوگوں کو۔" وہ چلایا۔

"اور تم وہ بھی نہیں ہو جس کے سر پر میں نے ہاتھ پھیرا تھا تو میرا ہاتھ پھسل گیا تھا لیکن تمہارے تو اچھے خاصے گھنے بال ہیں وہاں تو میدان بالکل صاف تھا، عاقب یہ ہم نے اندھیرے میں کس کو باندھ دیا ہے۔" حادیہ چلائی تو عاقب بھی سوچ میں پڑ گیا۔

"ارے بھئی لڑکو تم لوگ یہاں ہو بھئی تم لوگوں کے دادا مغرب کی نماز پڑھنے گئے تھے ابھی تک لوٹے

"نہیں جاؤ بیٹا جا کر دیکھو تو نظر بھی کمزور ہے کہیں گر نہ گئے ہوں کافی دیر ہو گئی ہے۔"

دادی جان اپنی تسبیح لیے دوسرے کمرے سے اپنے شوہر کی فکر میں بولتی ہوئی آگئیں۔

"ارے نہیں دادی جان دادا جان کی نظر اچھی خاصی تیز ہے آپ کے خوف سے کہہ دیتے ہیں کہ نظر کمزور ہے اس روز یاد ہے آپ کی سہیلی آئی تھیں آپ کو تو نظر نہیں آئیں ان کو نظر آگئیں آپ بے فکر ہو کر نماز پڑھ کر لیٹ جائیں دادا جان وہیں مسجد میں رک گئے ہوں گے دوستوں کے ساتھ اب عشاء کی نماز پڑھ کر ہی آئیں گے۔" عاقب نے پورے اطمینان کے ساتھ کہا۔

"جی ہاں دادی جان اب تو عشاء کی نماز پڑھ لیں گے لیکن اگر میں کچھ دیر اور نہ آتا تو شاید اس وقت ہم سب دادا جان کی نماز پڑھنے کی تیاریاں کر رہے ہوتے۔"

"ارے چل کم بخت کیسی بد فعال منہ نکال رہا ہے۔" دادی جان کے ساتھ سب نے ایک ساتھ مڑ کر دیکھا تو شکور دادا کو سہارا دے کر لا رہا تھا وہ بری طرح ہانپ رہے تھے۔

"تو کیا وہ... وہ کڈنیپ ہونے والا راحیل نہیں دادا جان تھے۔" عاقب نے حاوید کو چٹکی بھری دونوں خوفزدہ ہو گئے۔

"وہ نہیں..." دونوں کورس میں بولے اور کبوتر کی طرح آنکھیں میچ لیں اسی وقت عاقب کے سر پر دادا جان کی چھڑی پڑی۔ اب چھڑی کے نیچے آنے والا سر حاوید کا تھا۔

"ھائیں، ھائیں یہ کیا ہو گیا ہے آپ کو بچوں کو کیوں مار رہے ہیں۔"

دادی جان ایک دم دونوں کے سامنے آگئیں۔

"آپ کے ان بچوں کا بھی یہ ہی خیال ہے کہ میں سٹھیا گیا ہوں ہے ناں عاقب میاں" پھر دادا جان نے اسی کے انداز میں عاقب کے گدگدی کی تو وہ ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو گیا۔

"وہ منع کریں ناں دادی جان۔"

وہ ہنسی سے بے حال ہوتے ہوئے کہہ رہا تھا حاوید کو اپنی شامت قریب محسوس ہو رہی تھی باقی لوگ تماشائی بنے کھڑے دونوں کی درگت بنتے دیکھ رہے تھے۔ حاوید نے کھسک جانے میں عافیت جانی مگر جیسے ہی اس نے دادی جان اور راحیل کی آڑ لے کر بھاگنا چاہا دادا جان کی چھڑی اس کی گردن میں فٹ ہو گئی۔

"تمہارے بزرگ نا سمجھ ہیں قبل مسیح کے فیصلے صادر کرتے ہیں احمق ہیں آپ کے بزرگ، ہیں ناں بیٹی۔"

دادا جان کی ہلکی سی چپت اس کے سر پر پڑی تو وہ پانی پانی ہو گئی۔

"جی ہاں... جی نہیں میرا مطلب ہے دادا جان۔" وہ گھگھیائی۔

"چپ نا ہنجار اولاد کہاں ہے روبی سب کو بلاؤ تم دونوں کا نکاح آج ہی ہو گا۔"

"نہیں دادا جان رحم... نہیں دادا جان۔" عاقب اور حاوید ان کے قدموں میں بیٹھ گئے۔

"ہرگز نہیں، تم دونوں بے ادب گستاخ اور نا ہنجار ہو اور اس کی سزا تم دونوں کو ملنی چاہیے کوثر بیگم ان دونوں گستاخوں کے نکاح کا بندوبست کیا جائے ان کو بھی پتا چلے کہ بزرگوں کے فیصلے کتنے مضبوط اور پائیدار ہوتے ہیں۔" دادا جان نجانے سنجیدہ تھے یا محض ڈرانے کے لئے کہہ رہے تھے مگر ان دونوں کی جان پر بن آئی تھی۔

"سوری دادا جان، ہم کان پکڑتے ہیں یہ دیکھیے۔" عاقب نے جھٹ اٹھ کر راحیل کے کان پکڑ لئے۔

"بکو مت میرا فیصلہ اٹل ہے نکاح کے انتظامات کئے جائیں۔"

"اب کیا ہو گا" راحیل میرے یار مجھے بچالے عمر بھر کی تباہی ہے، میں اس بندریا کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتا میرے ساتھ یہ ستم ہو رہا ہے، پلیز کوئی مشورہ دے کچھ منصوبہ سوچ۔"

عاقب دادا جان کے جاتے ہی راحیل کے سر ہو گیا جواب اپنی اہمیت جتاتے ہوئے کبھی اترا کر کالر درست کرتا کبھی ادھر ادھر دیکھنے لگتا۔

"راحیل دیکھو میں تو تمہارے زیادہ قریب ہوں

ناں۔" جاوید بھی اس کے قریب آگئی راحیل نے ایک نگاہ اس پر ڈالی اور پیچھے ہٹ گیا۔

"خواب تو دور ہو گیا ہوں۔" راحیل نے اطمینان سے کہا۔

"نہیں میرا مطلب ہے ہمارا زیادہ قریب کا رشتہ ہے مجھے یقین ہے تم میرے ساتھ زیادتی ہوتے نہیں دیکھ سکتے۔"

جادیہ اسے ہر طرح سے بہلا کر اپنا ہمدرد بنانا چاہ رہی تھی مگر وہ اترا رہا تھا۔

"محترمہ زیادتی تو میں اپنے ساتھ بھی برداشت نہیں کر سکتا یاد کرو وہ وقت جب میں اپنی دوست ماریہ کو فون کر رہا تھا تو امی سے جھٹ شکایت کس نے کی تھی اور جب میں ٹینا کو سب سے ملوانے کے لیے گھر لایا تھا تو تم نے میری کیسی کیسی باتیں کی تھیں کہ اس کے خراٹوں سے رات بھر گھر میں اودھم مچا رہتا ہے بجتے ہوئے چارلی چپلن کا رقیب لگتا ہے اور جب بھی موڈ آف کر کے بسورتا ہے تو سب لوگ خوفزدہ ہو جاتے ہیں' اور سناؤں تمہارے کارنامے 'اب آئی ہیں محترمہ مشورہ مانگنے میں ہرگز مشورہ نہیں دوں گا چاہے فیس بھی دو۔" راحیل اس کی گزشتہ حرکتوں کی وجہ سے اچھا خاصا خائف ہو چکا تھا جاوید پریشان ہو گئی۔

"چلو چھوڑو ناں 'اچھے بھائی اس طرح تو ہو جاتا ہے اس طرح کے کاموں میں' دیکھو میں آئندہ تمہاری گرل فرینڈز کے سامنے تمہاری اتنی تعریفیں کروں گی کہ تم خوش ہو جاؤ گے بس پلیز دیکھو اگر ہم دونوں بہن بھائی ہی اگر ایک دوسرے کا ساتھ نہ دیں گے تو کون ہمارا ساتھ دے گا۔ تمہیں وہ کہانی یاد ہے ناں چوہے اور شیر والی چوہا بھی شیر کی مدد کر سکتا ہے' تمہیں ہر حال میں میری مدد کرنا پڑے گی۔" اتنی منت سماجت کر کے جادیہ تاؤ میں آگئی اس نے راحیل کا بازو زور سے پکڑ کر اپنی طرف گھسیٹا۔

"ہرگز نہیں یہ میرا دوست ہے یہ میرا کہنا مانے گا کیوں' راحیل یاد ہے ناں ہر مار میں' میں نے تمہارا ساتھ دیا ہے یعنی کہ پھپھڑا تم نے لڑکی کو چھیڑ کے لئے میں نے اپنا گال پیش کر دیا۔ دادا جان کی چھڑی توڑی تم نے مرغا میں بن گیا' میرے احسانات سے تمہاری گردن جھکی ہوئی ہے۔ سوچو میں نے کیسے کیسے خطرناک موقعوں پر تمہارا ساتھ دیا اس رات فرج سے ٹرائیفل جب تم چرا کر کھا رہے تھے سارا ٹرائیفل گر گیا تھا میں نے جھٹ بلی کی آواز نکال دی تو سب کو یقین ہو گیا کہ بلی تھی۔ بولو تم اپنے محسن کے احسانات جھٹلا سکتے ہو' راحیل آج دوستی داؤ پر لگی ہے بتاؤ میرا ساتھ دو گے کہ نہیں' راحیل تمہیں میرے احسانات کا واسطہ تمہیں میرا ساتھ دینا پڑے گا۔" عاقب نے اسے اپنے احسانات یاد کرا کر اس کا بازو اپنی جانب کھینچا دوسرا بازو جادیہ نے کھینچا۔

اور اسی کھینچا تانی کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس کے بازو پھٹ گئے ایک بازو عاقب کے ہاتھ میں آگیا اور دوسرا جادیہ کے ہاتھ میں۔

"تم۔ تم دونوں اس قابل نہیں ہو کہ تمہاری مدد کی جائے اب مشورے کی فیس میں شرٹ کی قیمت بھی شامل ہے جو کہ پانچ سو روپے ہے سمجھے؟" راحیل کو غصہ آگیا۔ اس نے دھمکی دی۔

"ہمیں منظور ہے لیکن پلیز تم۔ تم کچھ کرو اللہ تمہارا بھلا کرے گا۔"

دونوں منت پر اتر آئے تو راحیل کو ذرا سا ترس آگیا۔

"ہوں۔ ٹھیک ہے سوچوں گا۔" اس نے اترا کر پھٹی شرٹ کا کالر درست کیا۔

*_*_*

"خالہ جان آپ کی چار بیٹیاں ہیں ہر ایک پر ہم نے نظر رکھی مگر آپ نے اس کی شادی باہر کر دی مگر اب جادیہ پر تو صرف ہمارا حق ہے عاقب کو آپ اپنا بیٹا بنا لیں ناں ایمان سے بڑی خواہش ہے ہماری کہ ہماری خالہ کی کوئی بیٹی اس گھر میں آئے۔" روبی آپا الگ حملے پر حملے کیے جا رہی تھیں۔

"ارے چندا اپنوں سے زیادہ کوئی ہوا ہے بھی مگر رشتے تو تمہیں پتا ہے آسمانوں پر بنتے ہیں ہم انسان کہاں کوئی اختیار رکھتے ہیں جادیہ اور عاقب کے رشتے سے مجھے انکار تو نہیں مگر میرا خیال ہے دونوں ایک دوسرے کو اس لحاظ سے پسند نہیں کرتے ارے بھئی اینٹ بٹے کا بیر ہے دونوں میں۔"

"ارے خالہ جان یہ سب دکھاوے کی باتیں ہیں آپ بھی تو جانتی ہیں ناں کہ جہاں لڑائی زیادہ ہوتی ہے وہاں محبت بھی زیادہ ہوتی ہے۔" روبی آپا بھی اپنے موقف پر ڈٹی ہوئی تھیں۔

"اچھا بھئی خدا کو جو منظور اگر اللہ کی ذات کو منظور ہوا تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ اور اگر اللہ ہی کو منظور نہ ہوا تو ہم لاکھ چاہیں کوئی نہ کوئی بہانہ بن کے بات ختم ہو جائے گی۔"

نسیم بیگم اپنا نکتہ نظر بیان کر رہی تھیں' وہ دونوں جن کی زندگی داؤ پر لگی تھی بے چین تھے اور راحیل کے آگے پیچھے پھر رہے تھے کیونکہ معاملہ اس روز والے واقعے کے بعد خاصا گمبھیر ہو گیا تھا۔

"تم لوگ اندھے ہوئے تھے کیا کہ مجھ میں اور دادا جان میں فرق نظر نہیں آیا تھا۔"

"یار ہماری قسمت خراب تھی ہوا یہ تھا کہ تمہیں ہم نے لاؤنج میں آتے دیکھا تو فوراً" تمہاری طرف بڑھے اور پکڑ لیا ہمیں کیا خبر تھی کہ وہ دادا جان ہوں گے۔" دونوں بری طرح پچھتا رہے تھے۔

"احمق ہو میں تو بجلی جاتے ہی الٹے قدموں لان میں بھاگ گیا تھا البتہ میں نے دادا جان کو آتے دیکھ لیا تھا اس کے بعد ان کے ساتھ کیا ہوا یہ خبر نہیں تھی لیکن کیا انہوں نے احتجاج نہیں کیا تھا کچھ کہا بھی نہیں تھا۔"

"یار بیچارے کمزور سے تو ہیں میں نے دبوچ لیا حالانکہ اس وقت خیال آیا بھی کہ تم بھلا اتنے کمزور کیسے ہو سکتے ہو مگر پھر اندھا دھند اندھیرے میں زبردستی اوپر ہوئے لے گئے۔"

"ہائے اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کر دے کیسی نادانی ہو گئی ہم سے۔"

"آفرین ہے بھئی آفرین ہے تم دونوں پر۔" راحیل نے دونوں کے جھکے سر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب کیا کریں کس طرح معافی مانگیں' کچھ سوچو یار ورنہ وہ غصہ میں ہمارا نکاح کر دیں گے۔"

"معافی تم دونوں مانگ لو جا کر باقی میں سنبھال لوں گا۔"

راحیل کے پہلے مشورے پر عمل کرنے کے لئے دونوں اٹھے اور دادا جان کے کمرے میں چلے آئے وہ لیٹے ہوئے تھے اور اخبار دیکھ رہے تھے عاقب نے حادیہ کو اشارہ کیا وہ پاؤں دبانے لگی اس کے نوکیلے ناخن ان کے نرم پاؤں میں گویا پیوست ہو گئے وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے اور دونوں کو غیر متوقع اور بغیر آواز کے اندر آتے دیکھ کر چونک پڑے۔

"یہ۔ یہ پاؤں ہیں۔" حادیہ نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"اطلاع کا شکریہ' میرے ہی پاؤں ہیں مگر آپ سوئیاں کیوں چبھو رہی تھیں گویا جادو ٹونہ۔"

وہ دونوں بری طرح مشکوک ہو چکے تھے ان کی نظروں میں۔

"وہ جی دبا رہی تھی پاؤں آپ کے درد ہو رہا ہو گا ناں۔"

"ہرگز نہیں میرے پاؤں میں بالکل درد نہیں خدا کے فضل سے بالکل ٹھیک ہوں میں۔"

"اچھا دادا جان سر میں تو یقیناً" شدید درد ہو رہا ہو گا نسیں پھٹ رہی ہوں گی درد سے لائیے میں دبا دیتا ہوں۔"

اور پھر عاقب جھٹ ان کا سر دبانے لگا مگر انہوں نے جھٹکے سے سر پیچھے کر لیا۔

"میاں صاحبزادے میں نے کہا ناں الحمد اللہ میں بالکل ٹھیک ہوں ہٹاؤ' مجھے باتھ روم جانے دو۔"

دادا جان سے ہٹا کر اٹھے اور باتھ روم جانے لگے حادیہ نے اشارہ کیا۔

"دادا جان آپ زحمت کیوں کرتے ہیں آپ آرام سے بیٹھ جایئے میں۔۔۔ میں جو ہوں باتھ روم ہو آتا ہوں آپ نہ جائیں۔"

"چپ نا ہنجار نجانے کیا ہو گیا ہے آج کل کی نسل کو میں ہو آتا ہوں ہٹو پیچھے۔"

دادا جان نے اسے پیچھے ہٹایا تو دونوں سامنے آن کھڑے ہوئے دادا جان نے دونوں کو سر سے پاؤں تک دیکھا۔

"کیا چاہتے ہو؟۔" دادا جان سمجھ رہے تھے کہ یہ کیوں بے قرار ہو رہے ہیں۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ معافی دادا جان۔" عاقب نے ہاتھ باندھ دیئے۔

"جی دادا جان ہمیں معاف کردیں پلیز دادا جان ہم سمجھے تھے آپ راحیل ہیں ہمیں خبر ہوتی کہ آپ۔ آپ ہیں تو۔ تو۔"

"تو گلا ہی دبا دیتے۔" دادا جان نے لقمہ دیا تو دونوں گڑبڑا گئے۔

"جی۔۔۔ ہاں۔۔۔ جی نہیں دادا جان گستاخی معاف کردیں۔"

دونوں ان کے پاؤں سے لپٹ گئے تو ان کو ترس آگیا۔

"چلو بھائی معاف کیا اولاد کی بات ماننا پڑتی ہے ہر حال میں۔"

"شکریہ، شکریہ دادا جان خدا آپ کی عمر دراز کرے۔"

ان دونوں کے لئے یہ ہی کافی تھا کہ انہوں نے معاف کردیا تھا۔

"تو دادا جان ہم مطمئن ہوجائیں کہ آپ نے معاف کردیا ہے۔"

"ہاں۔۔۔" دادا جان کے منہ سے سننا تھا کہ دونوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور باہر نکلنے والے تھے کہ دادا جان نے پھر پکارا۔

"سنو۔" دادا جان کی گرج دار آواز پر دونوں کو گویا سکتہ ہوگیا۔ وہ واپس مڑے۔

"میں نے معاف تو کردیا ہے مگر نکاح والی سزا برقرار رہے گی۔"

"جی۔۔۔" دونوں کورس میں بولے۔

"جی۔۔۔" دادا جان نے ان ہی کے انداز میں جی کہا اور باتھ روم میں گئے۔

"نہیں۔" دونوں پوری قوت سے چیخے۔

۔۔*

"یار راحیل کچھ کرو اب کوئی چارہ نہیں رہا۔۔۔" دونوں راحیل کے سر ہوگئے۔

"ہوں معاملہ تو گمبھیر ہوتا جارہا ہے کچھ کرنا پڑے گا' سوچتے ہیں۔" راحیل ٹہل ٹہل کر سوچنے لگا۔

"وہ مارا۔۔۔ تم دونوں خودکشی کرلو۔" وہ تیزی سے مڑا تو وہ دونوں اسے گھورنے لگے۔

"واہ کیا حل نکالا ہے مسئلے کا' مرجاؤ حرام موت' یہاں بھی بدنامی ہو' اور وہاں بھی عذاب میں ڈالے جاؤ رکھو اپنا مشورہ اپنے پاس۔" دونوں کو اس کے آئیڈیے سے اتفاق نہ ہوا تو خفا ہوگئے۔

"جان بڑی عزیز ہے تو کرڈالو شادی یوں بھی تم دونوں کی آپس میں شادی ہی تم دونوں کے لئے ناختم ہونے والی سزا ہے' ارے احمق قوم سچ مچ مرنے کو کون کہہ رہا ہے دنیا میں بے شمار کام جعلی ہوتے ہیں کر ڈالو ایک جعلی خودکشی مر نہیں جاؤ گے چھٹانک بھر زہر سے۔"

"کیا۔۔۔ تمہیں معلوم ہے کتنا خطرناک کام ہے یہ۔" دونوں خودکشی کا سن کر اسے کھا جانے کو دوڑے۔

"تو جاؤ مرو کرو شادی میرا وقت کیوں برباد کررہے ہو۔" راحیل کو معلوم تھا اس وقت ان کو اس سے مطلب ہے اسی لئے خوب نخرے اٹھوا رہا تھا اب بھی اکڑ کر اٹھ کھڑا ہوا دونوں اس کے ساتھ کھڑے ہوگئے۔

"راحیل یار اچھے دوست نہیں۔" وہ منت پر اتر آیا۔

"راحیل دیکھو اچھے بھائی پلیز۔" حادیہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تو اس کو دونوں پر ترس آگیا۔

"یار ایک تو جان عذاب میں ڈال دی ہے تم دونوں نے' جعلی خودکشی نہیں کرسکتے تو جعلی ایکٹنگ تو کرسکتے ہو ناں کہ وہ بھی نہیں۔"

"ایکٹنگ ارے وہ تو ہم ایسی اچھی کریں گے کہ دادا جان فوراً "اپنا فیصلہ واپس لے لیں گے۔"

دونوں کو اپنی ایکٹنگ پر مان تھا راحیل اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہوں ٹھیک ہے اس وقت دادا جان عشاء کی نماز پڑھ کر آچکے ہوں گے اب یوں کرنا ہے کہ غلط بیانی میری ہوگی اور ایکٹنگ کا کمال تم دونوں کا اب میں چلتا ہوں۔"

راحیل نے کچھ پڑھ کر خود پر پھونکا اور باہر نکل گیا۔

گزشتہ دس منٹ سے راحیل دادا جان کے کمرے کے سامنے کھڑا ہمتیں مجتمع کررہا تھا تاکہ ان سے بات کرسکے یوں بھی اس کا ذاتی ریکارڈ کچھ ایسا کلیئر نہیں تھا کہ وہ کسی کی سفارش کرسکتا اس نے دل سنبھال کر ذرا اندر جھانکا دادا جان کسی اسلامی کتاب کے مطالعے

میں غرق تھے اس نے دروازہ بند کر دیا پھر ہمت کر کے اندر جھانکا مگر اندر جانے کی ہمت نہیں ہوئی مگر تیسری بار جب جھانک کر دیکھا دادا جان کی مڑی ہوئی چھڑی اس کی گردن میں فٹ ہو گئی اور وہ اندر گھسیٹ لیا گیا۔
"ہوں میاں اب بکو کیا بات ہے یہ تانک جھانک کی عادت اس عمر کا خاصہ ہے مگر بزرگوں کو تو چھوڑ دو بتاؤ کیا بات ہے۔" اب چھڑی ایک طرف پڑی تھی مگر اس کا کان ان کے ہاتھوں میں تھا۔
"و... وہ دادا جان میں آپ کو ایک اطلاع دینے آیا تھا۔" وہ ہکلایا۔
"اچھا کیا کسی دشمن نے میرے بیڈ کے نیچے بم رکھ دیا ہے۔" کان پر دباؤ مزید بڑھا۔
"جی نہیں... میرا مطلب ہے جی میں آپ کو یہ اطلاع دینے آیا تھا کہ... کہ میں فلم دیکھنے جا رہا ہوں۔" وہ بوکھلاہٹ اور گھبراہٹ میں اصل بات بھول ہی گیا۔
"اچھا تو گویا آپ اپنے دادا کو اطلاع دینے آئے ہیں کہ آپ فلم دیکھنے جا رہے ہیں ہاں بھیا اجازت لینے کا وقت تو گزر گیا ناں اب تو شادیاں کر کے بزرگوں کو اطلاع کر دی جاتی ہیں فلاح ہال پہنچ جانا آج میری شادی ہے بہرحال کون سی فلم دیکھنے جا رہے ہیں آپ؟" دادا جان نے اس کا کان اسٹیئرنگ کے انداز میں گھمایا تو اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔
"باغی حسینہ عرف بپھرا شیر۔" وہ بمشکل بول پایا۔
"ہوں جس میں ایک عدد گنڈا سا ہو گا اور ہیرو ہیروئن کے بے ہودہ ڈانس۔"
"جی آپ خود سمجھ دار ہیں میں کیا عرض کروں۔"
"خاموش گستاخ لڑکے تباہ کر کے رکھ دیا ہے ان فلموں اور گانوں نے ہر وقت شور اور دھم ہوتا رہتا ہے گھر میں ہر وقت فلمیں چلتی رہتی ہیں ارے نالائقوں کچھ تو ملک کے بارے میں اور اپنے بارے میں سوچو۔" کان کو دائیں بائیں گھماتے دادا جان لیکچر دے رہے تھے۔
"بس... بس دادا جان یہیں پر بریک لگالیں وہ دراصل اطلاع تو دوسری دینی تھی۔" اس نے بمشکل اپنے کان ان کی گرفت سے آزاد کرائے۔
"ہاں کہو اب کون سی اطلاع باقی رہ گئی ہے۔" دادا جان نے پھر کتاب پکڑ لی۔
"وہ جی نیلا طوطا ہے ناں۔" وہ اپنی بوکھلاہٹ پر قابو نہیں پا سکا تھا۔
"ہاں تم جیسے نالائق اب بٹیر لڑائیں گے طوطے پالیں گے نیلے پیلے۔"
"جی نہیں دادا جان وہ دراصل عاقب ہے ناں۔"
"اچھا چلو مان لیا کہ ہے... پھر..." دادا جان کی ایسی باتیں ساری ہمت ختم کر دیتی تھیں۔
"وہ جی اس نے نیلا تھوتھا کھا لیا ہے۔" وہ جلدی سے بول گیا تو وہ اسے ترچھی نظر سے دیکھنے لگے۔
"ہائیں گھر میں اور کچھ نہیں تھا کھانے کے واسطے خیر کس خوشی میں نوش فرمایا انہوں نے۔"
"توبہ ہے کس قدر سخت دل ہو گئے ہیں آج کل کے بزرگ مجال ہے جو ذرا سی پریشانی ہویدا ہوئی ہو۔" راحیل نے دادا جان کے سکون کو دیکھتے ہوئے شکوہ کناں انداز میں سوچا۔
"وہ جی نکاح کی خوشی میں۔"
"اچھا تو نکاح کی اتنی خوشی ہے خیر کتنی مقدار میں کھا گیا ہے۔"
"جی... جی درست مقدار کا تعین تو نہیں ہو سکا البتہ قیاس غالب ہے کہ کوئی سوا کلو ہو گا۔"
"ہوں... !" دادا جان نے طویل ہوں کی پھر ایک دو ورق الٹے اور کھڑے ہو کر شیلف کی طرف بڑھ کر کتابیں دیکھتے رہے پھر مڑے۔
"میاں ملاوٹ کا دور ہے سیر سوا سیر سے تو کچھ نہیں کوئی پانچ چھ کلو نوش جاں کرتا تو معدہ صاف ہو جاتا اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔" انتہائی سکون اور اطمینان سے کہتے دادا جان کا جواب سن کر راحیل کھسیانا سا ہو گیا۔
"وہ جی جادیہ کے ارادے بھی کچھ خطرناک ہیں۔" وہ اپنی سی کوشش کر دینا چاہتا تھا۔
"تو کہیں ان کا ارادہ پیلا تھوتھا کھانے کا تو نہیں۔" دادا جان کتاب لے کر کرسی پر بیٹھ گئے۔
"جی نہیں اس نے دھمکی دی ہے کہ اگر اس کا نکاح عاقب سے کیا گیا تو وہ بیڈ سے کود کر خودکشی کر لے

گی بعد میں اس سے شکوہ نہ کیا جائے۔"
اس کی بات پر دادا جان نے چشمہ اتار کر ایک طرف رکھا اور مسکرانے لگے۔
"اچھا بھئی اتنی عمر ہو گئی بیڈ سے کود کر خود کشی کرتے کسی کو نہیں دیکھا اس سے کہو بصد شوق کرے بیڈ سے کود کر خود کشی کا کرتب ہم بھی دیکھیں گے۔"
دادا جان نے اطمینان سے چشمہ لگایا اور کتاب پڑھنے لگے۔
"او ہو بھاڑ میں جاؤ تم دونوں۔" راحیل بری طرح زچ ہو گیا تھا وہ مایوس ہو کر دروازے کی جانب بڑھا۔
"آخر وہ دونوں چاہتے کیا ہیں۔" دادا جان کو بھی ترس آ گیا۔
"جی وہ وہ دونوں ایک دوسرے کے جانی دشمن ہیں شادی کرنا نہیں چاہتے۔"
"تو اتنی سی بات کے لیے یہ ڈرامے کرنے کی کیا ضرورت تھی جاؤ کہہ دو کہ ہم بھی ایک کم عقل نہیں ہیں کہ دو پاگلوں کو ایک ہی پنجرے میں بند کر کے اپنی زندگی عذاب کر لیں۔"
"سچ دادا جان آپ۔۔۔ آپ عظیم ہیں، میں آپ کی عظمت کو السلام علیکم کہتا ہوں۔"
راحیل خوشی میں ان کو سلوٹ مارتا باہر بھاگ گیا اور وہ مسکرانے لگے۔

*_*_*

"ہرا یہ ہوئی ناں بات اس کو کہتے ہیں دوستی، کہو فریادی کیا مانگتے ہو حادیہ ہمارے محسن کا منہ ریت اور بجری سے بھر دیا جائے تاکہ یہ ہم سے اپنے کارنامے کی فیس وصول نہ کر سکے۔" عاقب نے شرارت سے کہا تو راحیل نے اس کی پٹائی کروا دی۔
"بچو ابھی بھی کچھ نہیں بگڑا ایسا ڈرامہ کروں گا ناں جا کر کہ آج ہی دونوں کا نکاح ہو جائے گا۔"
"نہیں۔۔۔ نہیں میرے۔۔۔ چاند گرہن بھیا ہرگز ایسا ظلم نہ کرنا، تمہارا احسان میں کل صبح تک یاد رکھوں گی پھر بھول جاؤں گی۔"
"پھٹکار برس رہی ہو گی تم دونوں پر اللہ کی طرف سے اپنے محسن کے ساتھ ایسے کر رہے ہو چلو اپنے وعدے پورے کرو ورنہ۔"
"ارے میاں کون سے وعدے، کہاں کے وعدے اور پھر وہ وعدے ہی کیا جو وفا ہو گئے۔"
وہ دونوں اسے چھیڑے جا رہے تھے مگر وہ بھی اپنا حق لینا جانتا تھا اس نے بھی ان دونوں کی جمع پونجی ختم کر کے دم لیا تھا۔

*_*_*

دونوں اب بہت خوش تھے نکاح والا خطرہ ٹل گیا تھا لیکن ثوبیہ جو اس کی دوست بھی کزن بھی تھی اسے بڑا افسوس ہوا تھا کہ ان دونوں نے انکار کر دیا۔
"آخر کمی کیا تھی عاقب میں۔" وہ جوان دنوں اپنے ماموں کے ہاں گئی ہوئی تھی اب بازپرس کر رہی تھی
"نہ ہو کمی بھی جب میرا دل ہی نہیں مانتا تو پھر کوئی شہزادہ گلفام ہی کیوں نہ آ جائے بس دل ہے کہ مانتا نہیں۔" وہ ترنگ میں اپنا دفاع کر رہی تھی۔
"بات سنو لڑکی تمہارا جو آئیڈیل ہے ناں آرڈر پر تو تیار ہو سکتا ہے مگر۔۔۔"
"ہرگز نہیں میں تم سے قطعی متفق نہیں ہوں اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کے انسان تخلیق کیے ہیں میرے آئیڈیل کے سانچے میں ڈھلا بندہ بھی کہیں نہ کہیں موجود ہو گا اور مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ مجھے ضرور ملے گا۔" اس نے پرامید لہجے میں کہا۔
"ہونہہ ناشکری کہیں کی بھلا عاقب میں کیا کمی تھی۔" ثوبیہ کو بار بار افسوس ہو رہا تھا۔
"بات سنو یہ جو تم بار بار عاقب عاقب کر رہی ہو دال میں مجھے بڑا سا کالا پتھر نظر آ رہا ہے کہو تو دادا جان سے تمہاری سفارش کر دوں۔" وہ اٹھ کر اس کے قریب آ گئی۔
"ہاں یہ ہو سکتا تو ہے مگر خیر چھوڑو یہ بتاؤ یونیورسٹی میں کلاسز کب سے شروع ہو رہی ہیں۔" ثوبیہ نے بات کا رخ یونیورسٹی کی جانب موڑ دیا۔
"شکر ہے پرسوں سے کلاسز شروع ہو رہی ہیں زندگی پر طاری جمود ٹوٹے گا کچھ زندگی میں رونق آئے گی۔"
"ہاں ہو سکتا ہے وہیں تمہیں تمہارے خوابوں کا شہزادہ بھی نظر آ جائے۔"
"ہو سکتا ہے بھئی کچھ کہہ تو نہیں سکتے

ہاں۔" وہ دونوں شوخی سے مسکرا پڑیں۔

۔۔*

کھلتی گندمی رنگت والی حادیہ خوب اسٹائل سے تیار ہو کر یونیورسٹی جاتی تھی۔ اسے تعلیم حاصل کرنے کا ایسا کوئی خاص شوق نہیں تھا چونکہ ادب سے تھوڑا بہت لگاؤ تھا اس لیے اردو میں ایڈمیشن لے کر ثوبیہ کے ساتھ یونیورسٹی کی طویل سڑکوں ڈیپارٹمنٹ کی طویل راہداریاں عبور کرتے لان میں بیٹھتے لابی کے کئی کئی چکر لگاتے بات بے بات بک شاپ پر جاتے ہوئے بار بار چائے کافی پیتے وہ ذرا بھی نہیں تھکتی تھی بلکہ زندگی کے یہ آزاد پر سکون دن تو اس کی زندگی کا سرمایہ تھے دونوں ہاتھوں میں فائلیں پکڑے بیگ لٹکائے کبھی کسی پر آواز لگا دیتیں تو کبھی کسی کی ہوٹنگ سن کر بجائے مائنڈ کرنے کے مسکرا دیتیں۔

یہ سب اسے بہت اچھا لگتا تھا مزا آتا تھا ان سب باتوں میں حرکتوں میں اس روز وہ جوس کارنر پر کھڑی تھیں۔ کہ ایک لمبا سا لڑکا ان کی طرف آیا۔

"آپ دونوں میں سے افشین کون ہے بھلا۔" لڑکا شوخ نظروں سے حادیہ کو دیکھ رہا تھا۔

"آپ بتائیں ناں۔" دونوں شوخی سے ہم زبان ہو کر بولیں تو لڑکا کھسیانا سا ہو کر پلٹ گیا۔

"اصل نام معلوم کرنے کے بڑے پرانے حربے ہیں مسٹر سیڑھی۔" دونوں نے پیچھے سے ہانک لگائی۔ تو اس کی چال میں تیزی آگئی اور وہ زور سے ہنس پڑیں۔

زندگی کے یہ دن جتنے خوبصورت اور رنگین تھے اتنی ہی تیزی سے کسی پنچھی کی طرح اڑے جا رہے تھے۔

"کوئی میرے اختیار میں ہوتا ناں تو میں اس وقت کو مٹھی میں قید کر لوں اور تمام عمر مٹھی نہ کھولوں سچ ایک ایک پل کتنا حسین ہے اور اتنی ہی تیزی سے گزر رہا ہے شاید ایسا وقت پھر کبھی زندگی میں نہ آئے۔"

فائنل ایئر میں آتے ہی حادیہ کو یونیورسٹی چھوڑنے کا غم کھانے لگا۔

"ہر وقت اپنی اہمیت رکھتا ہے حادیہ ابھی ہم اس عمر میں ہیں لاپروا ہی ہے تو ہمیں یہ وقت اچھا لگ رہا ہے مگر اوور ایج ہو کر ہمیں ہی یہ سب برا لگنے لگے گا ہر عمر کا اپنا ایک انداز ہوتا ہے تقاضا ہوتا ہے کہ اس عمر میں اس کے مطابق باتیں اور حرکتیں اچھی لگتی ہیں تمہارا کیا خیال ہے چالیس پچاس سال کی عمر میں ہم یونیورسٹی آئیں گے تو کیا ہمیں یوں گھومنا لوگوں پر فقرے بازی کرنا زیب دے گا یا اچھا لگے گا۔"

"ہاں یہ تو ہے۔"

لابی سے گزرتے ہوئے دونوں باتیں کر رہی تھیں ثوبیہ کی بات سے وہ کلی طور پر متفق تھی۔ مگر یونیورسٹی چھوڑنے کا صدمہ اپنی جگہ برقرار رہا۔

"بہت یاد آئیں گے یہ دن ہمیں تڑپائیں گے یہ دن ثوبیہ۔" اک ٹھنڈی آہ کے ساتھ اس نے آرٹس لابی کے چاروں طرف سے یونیورسٹی کو دیکھا جہاں ہر طرف اسٹوڈنٹ موجود تھے۔

"ہاں یہ بھی ہے چلو اب پوائنٹ نکل نہ جائے۔" پھر وہ دونوں ٹرمینل کی طرف چل پڑیں

۔۔*

بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی
جیسی اب ہے تیری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی

واک مین لگائے حادیہ مسلسل غزلیں سن رہی تھی ثوبیہ پھر اپنے ماموں کے ہاں گئی ہوئی تھی۔ اور وہ بوریت کا شکار ہو کر غزلیات سننے میں مگن تھی کہ فون کی بیل ہوئی۔

"ہیلو...!"

"ہیلو جی حادیہ بات کر رہی ہیں ناں۔" دوسری طرف بڑی خوبصورت آواز تھی۔ وہ چونک سی گئی۔

"جی... جی میں بات کر رہی ہوں۔" اسے حیرت ہو رہی تھی کہ یہ کون بندہ ہے۔

"اچھا تو کیسی ہیں آپ۔" دوسری طرف سے حال پوچھ کر تعارف کی طرف پہلا قدم اٹھایا گیا۔

"جی میں جیسی بھی ہوں یہ بتائیں آپ کون ہیں۔" اسے اجنبی شخص کا یوں پوچھنا اچھا نہیں لگا۔

"میں کون ہوں۔" ساتھ ہی بڑی خوبصورت ہنسی کی آواز آئی بندے نے بات کا سلسلہ جاری رکھا۔

"میں جو کوئی بھی ہوں یہ سمجھ لیں کہ آپ کا فین ہوں۔"

"فین... کس بات کے فین، دیکھیے مسٹر میں نہ تو کوئی اداکارہ ہوں نہ گلوکارہ نہ مصورہ نہ ادیبہ نہ شاعرہ

پھر کس بات کے فین ہیں۔"
اسے حیرت کے ساتھ غصہ بھی آگیا کہ لڑکے خوامخواہ ہی لڑکی سے تعلق پیدا کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی بہانہ گھڑ لیتے ہیں۔
"آپ کچھ بھی نہ ہوں پھر بھی میں آپ کا فین ہوں آپ کو معلوم ہے کہ انسان کسی کا فین کیوں ہوتا ہے ظاہر ہے جب اسے پسند آتا ہے یا اس کی کسی خوبی کو پسند کرتا ہے تو کہہ دیتا ہے کہ میں آپ کا فین ہوں اب اگر میں آپ کو براہ راست کہتا کہ میں آپ کو پسند کرتا ہوں تو شاید آپ کو بہت برا لگتا۔"
وہ بڑے اسٹائل سے بات کر رہا تھا اور آواز تو بلاشبہ اس کی دل کے تاروں کو چھیڑنے والی تھی۔ مگر نجانے کون تھا وہ اسے کہاں لفٹ کرانے والی تھی۔
"جی۔ میں بہت اچھی طرح جانتی ہوں بہت طریقے آتے ہیں آپ لوگوں کو لفٹ لینے کے، اور میں اپنے آپ کو بھی جانتی ہوں روز بلکہ ہر وقت آئینہ دیکھتی رہتی ہوں مگر ایسی کوئی بات نظر نہیں آئی کہ آپ میرے حسن جہاں سوز کے فین ہو جائیں۔" اس سلسلے میں .... کچھ زیادہ ہی حقیقت پسند تھی۔
"ایک پلس پوائنٹ آپ کو یہ بھی جاتا ہے کہ آپ مغرور نہیں ہیں، بہت سادہ ہیں۔"
وہ مستقل اس کی تعریفیں کر رہا تھا دل تو خوش ہو رہا تھا اپنی تعریف پر مگر بے نیازی بھی حسن کی ایک ادا ہے لہٰذا وہ اترا رہی تھی۔
"دیکھیے مسٹر میں جو بھی ہوں اپنے لیے ہوں آپ خوامخواہ فری نہ ہوں، اور یہ بتائیں آپ نے مجھے دیکھا کہاں ہے اور یہ کہ میرا نمبر کہاں سے لیا آپ نے۔"
وہ بات کرتے کرتے ایک دم چونک گئی جواباً "بڑی خوبصورت سی ہنسی اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔
"کیا ساری باتیں آج ہی معلوم کر لیں گی کچھ باتیں آئندہ کے لئے بھی رہنے دیں۔"
"کیا مطلب ہے آپ دوبارہ فون کریں گے۔" وہ خوف زدہ ہو گئی۔
"میں نے کہا ناں آپ بہت معصوم اور سادہ ہیں ابھی ابھی تو تعلق کی ابتدا ہے مجھے تو انتہا تک جانا ہے ابھی" اگر آپ کا تعاون رہا تو یہ مسافت سہل ہو جائے گی اور منزل۔"
"خاموش ہو جائیں، لحاظ کر رہی ہوں اور آپ بڑھتے جا رہے ہیں خبردار جو آپ نے آئندہ فون کیا تو۔" اس کے گمبھیر لہجے میں دل میں اترتی آواز میں ڈھلے خوبصورت الفاظ اس کی سماعتوں سے ٹکراتے دل کے تاروں کو چھیڑنے لگے تو اس نے ڈانٹ دیا۔
"او کے خدا حافظ کل اسی وقت۔" وہ اسے اپنی خوبصورت سحر انگیز آواز کا اسیر کرتا ہوا ہو ریسیور رکھ چکا تھا مگر وہ جو سدا کی لاپروا کسی بات کو اہمیت نہ دینے والی تھی سوچ میں پڑ گئی تھی کون ہے کیسے جانتا ہے اس کے بارے میں معلومات کہاں سے لیں۔

*_*_*

"ارے بابا اس میں پریشان ہونے والی کیا بات ہے یونیورسٹی میں دیکھا ہو گا اور ویسے ان لڑکوں کے لئے معلومات حاصل کرنا کوئی مشکل نہیں ہوتا ویسے آواز کیسی تھی۔"
"ہائے توبہ آواز تو مت پوچھو ایسی تھی کہ میں تو اس کی آواز کے سحر میں کھو گئی تھی اور لہجہ ایسا بوجھل اور گمبھیر کہ بتا نہیں سکتی۔ سمجھ لو کہ میں نے اتنی جو بات کر لی اس کی آواز کی وجہ سے۔"
وہ ابھی بھی اس کی آواز کے سحر میں گم تھی۔
"چلو مبارک ہو یونیورسٹی جانا رائیگاں نہیں گیا تمہارا۔" ثوبیہ چھیڑ رہی تھی۔
"ہٹو بھی نہ جانے کون ہے کوئی ضروری تو نہیں کہ یونیورسٹی ہی کا ہو اور کیا خبر کیسا ہے۔"
"کوئی بات نہیں بنو کل پھر فون آئے گا تو پوچھ لینا ابھی تو تعلق کی ابتدا ہے۔"
"قسم سے تمہیں بتا کر پچھتا رہی ہوں بات کا بتنگڑ بنا دیتی ہو تم تو۔"
وہ اس کے چھیڑنے پر بگڑنے لگی۔
"اچھا جی پچھتا رہی ہو ٹھیک ہے اب بتانا ذرا مجھے اس کی کوئی بات پھر دیکھنا۔"
ثوبیہ خفا ہو کر کمرے سے چلی گئی وہ اسی آواز کے سحر میں کھوئی اس کے بارے میں سوچتی رہی اور

شعوری طور پر وہ کل اس کے فون کا انتظار کرنے لگی۔ یونیورسٹی سے آ کر وہ حسب عادت سوئی نہیں بلکہ فون کے گرد منڈلاتی رہی۔

انسانی فطرت ہے وہ لاکھ نظرانداز کرے اگر کوئی اس کی طرف توجہ دے تو وہ اسے چاہتے ہوئے بھی اگنور نہیں کر سکتا اور یہ ہی حادیہ کے ساتھ ہو رہا تھا عاقب اچھا خاصا خوبرو بندہ تھا مگر اس کا اپنا ایک آئیڈیل تھا اس نے عاقب سے بڑی مشکل سے پیچھا چھڑایا تھا۔ اب اس اجنبی آواز کا انتظار کر رہی تھی۔

"آج فون پر اتنا پیار کیوں آ رہا ہے خیر تو ہے ناں۔" عاقب اور راحیل ایک ساتھ بولے تو وہ ذرا سا گھبرائی خیر کو دونوں اس کے دوست بھی تھے اور کزن بھی بتانا تو ان کو تھا ہی لہٰذا اعتماد سے بولی۔

"خیر ہی تو نہیں دوستو! ذرا بات کلیئر ہو جانے دو پھر بتاؤں گی۔"

"ہوں تو اس کا مطلب ہے کہ اندازہ درست لگا ہے کون ہے کس کی شامت آئی ہے۔" راحیل قریب کھسک آیا۔

"شرطیہ پاگل ہوگا ورنہ ذی ہوش ان کو لفٹ کرائے نا... نا... لے۔"

عاقب نے بڑے یقین کے ساتھ اس کے سر پر ریکٹ مارتے ہوئے کہا تو وہ اسے گھورنے لگی۔

"اچھا فی الحال دونوں اپنی چونچیں بند رکھو ابھی مجھے بھی کوئی پتا نہیں کہ وہ پاگل ہے یا۔"

وہ ابھی بات کر رہی تھی کہ فون کی بیل ہوئی۔

"وہ آگیا۔ میرے دوست کا فون آیا ہے میں سنوں گا میں بھی سنوں گا۔"

اس نے ابھی ریسیور اٹھایا ہی تھا کہ وہ دونوں شوخی سے ریسیور سے کان لگا کر سننے لگے تو وہ ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر ان کو گھورنے لگی۔ تو دونوں کھسیانے ہو کر کان کھجاتے پیچھے ہٹ گئے۔

"ہاں ہاں سن لو بات کر لو ہم کوئی تمہیں ڈانٹ تو نہیں رہے کرو شاباش بات کرو ہمیں معلوم ہے تفصیل تم خود ہی ہمیں بتا دو گی۔" دونوں مسکراتے کمرے سے باہر نکل گئے۔

"ہیلو!" اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ کہا۔

"السلام علیکم لگتا ہے آپ بھی فون کا انتظار کر رہی تھیں۔" وہ مسکرایا۔

"بڑی خوش فہمی ہے۔"

وہ چوری پکڑے جانے پر خفا ہونے لگی۔

"توبہ کریں جی خدا کا گناہ گار بندہ ہوں مگر اس وقت آپ کا ہی فون اٹھانا کم از کم میرے لیے تو یہ خوش فہمی پیدا کرتا ہے کہ آپ منتظر ہوں گی تب ہی جلدی سے فون اٹھا لیا پہلی بیل پر۔"

"اس کا مطلب ہے آپ اچھے خاصے خوش فہم واقع ہوئے ہیں۔" وہ اپنی کھسیاہٹ مٹا رہی تھی۔

"کبھی کبھی خوش فہمی میں بھی لطف محسوس ہوتا ہے، اور سنائیں کیسی ہیں آپ، ویسے آج آپ عام دنوں سے زیادہ اچھی لگ رہی تھیں، پنک کلر بہت کم لڑکیوں پر سوٹ کرتا ہے مگر آپ پر تو بہت اچھا لگ رہا تھا یہ کوئی عام سی رائے نہیں کہ لڑکی کی توجہ حاصل کرنے کے لیے تعریف کر دی میں بہت سوچ سمجھ کر تعریف کرتا ہوں۔ جس دن آپ بری لگیں گی اس دن بھی کہہ دوں گا کہ آج آپ۔۔۔!"

وہ مسلسل بولے جا رہا تھا اپنی سحر انگیز آواز میں اور وہ حیران پریشان ہو رہی تھی کہ اس نے اسے کہاں دیکھا تھا پھر اسے یاد آیا کہ وہ پنک سوٹ تو یونیورسٹی پہن کر گئی تھی اس کا مطلب ہے ثوبیہ کا خیال درست ہے کہ بندہ یونیورسٹی کا ہے مگر وہ اپنے اور ثوبیہ کے خیال کی تصدیق کے لیے پوچھ رہی تھی۔

"آپ، آپ نے کہاں دیکھا ہے مجھے۔"

"ارے مس حادیہ اس بات سے کیا فرق پڑتا ہے کہ کہاں دیکھا ہے، بہرحال آپ کی کوفت دور کرنے کی غرض سے بتا رہا ہوں کہ یونیورسٹی میں دیکھا ہے لان سے گزرتے ہوئے اور رہی معلومات حاصل کرنے والی بات یہ کوئی مشکل کام نہیں آپ ہی کا جاننے والا بندہ میرا دوست نکل آیا تو اس نے آپ کی چند ایک برائیاں کر کے بتا دیا۔"

وہ بڑے رسان سے اپنی خوبصورت آواز میں بتا رہا تھا اب اس خیال اس جاننے والے کی جانب چلا گیا جس نے بغیر اجازت کے اس کے بارے میں بتا دیا وہ بھی چند برائیاں کر کے۔

"اچھا وہ آپ کا دوست ہمیں کیسے جانتا ہے اور اس نے ہماری برائیاں کیوں کیں ہم نے اس کا کیا بگاڑا تھا؟" اسے اپنے اس انجانے جاننے والے پر غصہ آ گیا تو وہ ہنس پڑا اس کی دلکش ہنسی کا جلترنگ اس کی سماعتوں میں رس گھول گیا۔

"بس یہ ہی برائی کی تھی اس نے کہ آپ خاصی بددماغ ہیں لفٹ کم ہی کراتی ہیں۔"

"ہاں تو کیوں کرائی پھروں میں ایروں غیروں کو لفٹ ہمارا اپنا ایک آئیڈیل ہے" حادیہ کو قدرے تسلی ہوئی کہ برائی بھی کوئی ایسی قابل گرفت نہیں تھی۔

"بس جناب ایک تو ہمیں آپ کی بھولی صورت نے مارا دوسرے اکھڑ انداز نے، بندہ گیا کام سے۔"

"اچھا تو آپ نے اس سے شرط لگائی ہو گی کہ میں تمہیں لفٹ لے کر بتاتا ہوں تو جناب منہ دھو رکھیے۔" وہ اب خاصی محتاط ہو گئی تھی۔ کیونکہ ایسے واقعات اس نے بہت سن رکھے تھے۔

"ارے اتنی بدگمانی مس حادیہ ایسی کوئی بات نہیں وہ اتنا گھٹیا نہیں اور عورت کا احترام مجھے بھی آتا ہے بس ایک دا پسند آ گئی تو قدم بڑھا دیا۔ اور ایک بات بھی سن رکھیے میں کوئی ایرا غیرا نہیں نہ ہی کوئی دل پھینک قسم کی چیز ہوں میری بھی اپنی پسند ہے" اور میں اس کے معاملے میں خاصا سخت ہوں اور میں یوں ہی عام لڑکوں کی طرح آپ کے پیچھے نہیں پڑ گیا پسند آئی ہیں تو ہی بات کی ہے۔"

اس کے الفاظ کی سچائی کی اس کا گمبھیر لہجہ گواہی دے رہا تھا اور جو بات دل سے نکلتی ہے دل پر اثر کرتی ہے۔ حادیہ بھی جیسے انکار نہ کر سکی مگر اتنی جلدی وہ بھی لفٹ کرانے والوں میں سے نہ تھی بے شک وہ متاثر ہوئی تھی مگر پھر بھی وہ جلدی اعتبار نہیں کر سکتی۔

"اچھا کہہ چکے آپ جو کہنا تھا۔" وہ اس کی بات کی اہمیت کو ختم کرتے ہوئے بولی۔

"ابھی کہاں ابھی تو محترمہ ابتدا ہے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔" اس نے گہرا سانس لیا۔

"اچھا یہ بتائیے لڑکیوں کو فون کرنے کے علاوہ آپ کیا کرتے ہیں۔" وہ چوٹ کر گئی تو وہ دھیرے سے ہنسا۔

"لڑکیوں کو فون کرنے کے علاوہ میں ایم بی اے کر رہا ہوں۔" اس نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا۔

"ایم بی اے آپ کر رہے ہیں تو کیا ہماری یونیورسٹی میں لڑکیوں کو دیکھنے آتے ہیں۔"

وہ مستقل اس کی انا پر حملے کر رہی تھی۔ جس کو وہ تحمل سے برداشت کر رہا تھا۔

"خدا کا شکر ہے ایسی گری ہوئی حرکت نہیں کرتے، میری شامت اسے روز آپ کی یونیورسٹی لے گئی اور... اور..." وہ شوخی سے ہنسا تو اس کا دل بھی اس کی شوخ ہنسی کے سنگ ہو گیا۔

"آپ نے اپنے بارے میں تو کچھ بتایا ہی نہیں حتی کہ نام تک بھی نہیں۔" اسے واقعی تجسس تھا اس کے بارے میں جاننے کا۔

"نام سے ہے کام کیا۔" وہ پھر مخصوص ہنسی ہنسا تو اسے تاؤ آ گیا۔

"کیا مطلب، میرے بارے میں تو آپ نے معلومات لے لیں اور خود اپنا نام بھی بتانے کے روادار نہیں۔"

"بھئی یہ تو اپنے اپنے انٹرسٹ کی بات ہے میں نے خود ہی معلومات حاصل کی ہیں آپ بھی میرے بارے میں خود معلوم کریں کہ میرا نام کیا ہے میں خود کیا ہوں کیا کرتا ہوں کس خاندان سے ہوں۔"

وہ اسے اپنی طرف بڑھنے کے راستے دکھا رہا تھا مگر وہ چڑ گئی۔

"مجھے کوئی ضرورت نہیں آپ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی۔" وہ بھی خاصی تنک مزاج تھی۔

"پڑ جائے گی یہ ضرورت بھی آپ کو نہ پڑے تو پھر کہنا۔"

اس کے خوبصورت لہجے میں یقین تھا۔

"ہرگز نہیں۔" یہ کہہ کر اس نے بدتمیزی سے خدا حافظ کہے بغیر فون رکھ دیا۔ اور اٹھ کر بالکونی میں آ گئی۔

اچانک ہی زندگی میں آ جانے والا یہ بندہ کچھ کر گزرے گا اتنا تو اسے یقین ہو گیا تھا کیونکہ اس کی آواز کا سحر اس کی باتوں کا فسوں وہ اگنور نہیں کر پا رہی تھی۔ پھر یہ سلسلہ چل نکلا وہ بظاہر بڑے روڈ انداز

وہ بات کرتی تھی مگر وہ محسوس کر رہی تھی کہ اس کی دلکش آواز میں کھونے لگی ہے پہلے تو اس کو ڈانٹ دیتی پھر بعد میں اس کی باتیں دہرا کر مسکرانے لگتی اس کی آواز اس کے لہجے کے گہرے راز اسے اپنی جانب کھینچنے لگے تھے اور اس کی یہ کیفیت ثوبیہ کے علاوہ عاقب اور راحیل کو بھی معلوم ہو گئی تھی۔

"دیکھ کے لڑکی کہیں فول نہ بن جانا۔" راحیل اسے مشورہ دے رہا تھا۔

"فول۔۔۔ ارے کوئی بنا کے تو دیکھے جان کو آجاؤں گی میں اس کی۔"

وہ بڑے مطمئن انداز میں کہہ رہی تھی عاقب چڑانے والے انداز میں اس کے قریب آگیا۔

"اتنی باتیں اس سے کر لیں اس نے تمہارے بارے میں ساری معلومات حاصل کر لیں مگر تم کو اب تک اس نے اپنا نام نہیں بتایا یہ کیا بات ہوئی۔" بات تو عاقب کی درست تھی مگر اب وہ کیا جواب دیتی۔

"میں نے نام پوچھا ہی نہیں۔" اس نے ساری بات خود پہ لے لی۔

"تو گویا تم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ وقت گزار رہے ہو۔"

"فضول باتیں مت کرو میرے ساتھ۔" عاقب کی بات حادیہ کو بالکل بھی اچھی نہیں لگی تھی۔

"دیکھو حادیہ ہم آپس میں دوست بھی ہیں اور کزن بھی اتنا یاد رکھنا کہ ہم تمہاری آنکھوں کو نم نہیں دیکھ سکتے عام طور پر لڑکے ایسے ہی کرتے ہیں ذرا کوئی لڑکی پسند آگئی تو کسی نہ کسی طرح تعلق قائم کر لیا جب دل بھر گیا تو۔۔۔ بات ختم ایسا نہ ہونے دینا۔"

"نہیں عاقب ایسا نہیں ہے" ڈولتے دل اور بے یقین سے لہجے میں اس نے اس کی وکالت کی جس نے ابھی تک اپنا نام بھی نہیں بتایا تھا۔

"تم یہ بات یقین سے کیسے کہہ سکتی ہو' دیکھو حادیہ ہم لڑکوں میں بیٹھتے ہیں طرح طرح کی باتیں ہوتی ہیں لڑکے اسی طرح لڑکیوں سے فرینڈشپ کر لیتے ہیں باتیں کرتے رہتے ہیں پھر دوستوں میں بیٹھ کر مذاق اڑاتے ہیں الٹی سیدھی باتیں کرتے ہیں۔" وہ دونوں درست کہہ رہے تھے لڑکے ایسا ہی تو کرتے تھے مگر اسے غصہ آرہا تھا۔

"چپ رہو تم دونوں' خوامخواہ ڈرا رہے ہو' وہ ایسا نہیں کر سکتا اور اگر اس نے ایسا کیا تو سر توڑ کر رکھ دوں گی اس کا۔" وہ پھٹ پڑی۔

"اچھا زیادہ اگریسو مت' اس سے صاف بات کرو کیوں کرتا ہے وہ تمہیں فون؟ اور سنو یوں فون پر گپ بازی کی ہم تمہیں اجازت نہیں دے سکتے۔" عاقب نے جاتے جاتے پلٹ کر کہا تو وہ بھی دل میں ایک فیصلہ کر چکی تھی کہ اگر اب اس کا فون آیا تو ایسی سنائے گی کہ دماغ ٹھکانے آجائیں گے موصوف کے پھر وہ سارا وقت انتظار ہی کرتی رہی مگر اس کا فون نہیں آیا پھر کئی روز گزر گئے اس کا فون نہیں آیا اسے کوفت ہونے لگی عاقب اور راحیل کی باتیں درست معلوم ہو رہی تھیں اسے خود پر غصہ آنے لگا ہر وقت وہ جھنجھلاتی رہتی۔

"اوہو اس طرح اپنا خون جلانے سے تمہیں کیا ملے گا ہاں۔" ثوبیہ اسے ڈانٹ رہی تھی۔

"کیوں۔۔۔ کیوں اس نے ایسا کیا ثوبیہ کیوں اپنے بارے میں کچھ بتایا نہیں مجھ سے سب کچھ پوچھ کر۔"

"احمق ہو تم' دیکھو حادیہ یہ تو ہوتا ہی رہتا ہے ممکن ہے وہ فلرٹ نہ کر رہا ہو واقعی تمہیں پسند کر رہا ہو۔"

"یہ کیسی پسندیدگی ہے کہ انسان مقابل کو شرمندہ کرے وہ ہوتا کون ہے ایسا کرنے والا۔"

اسے ایک طرح سے اپنی انسلٹ بھی محسوس ہو رہی تھی کہ ایک اجنبی بندہ اسے فول بنا کر وقت گزاری کرتا رہا یا شاید بات ہی اور تھی کہ وہ اسے پسند کرنے لگی تھی اس کی خوبصورت آواز کے سحر میں کھو گئی تھی اپنی شرمندگی مٹانے کے لئے وہ اسے برا بھلا کہنے لگی۔ اس کی شامت آئی تھی جو اسی روز اس کا فون آگیا۔ تو وہ برس پڑی۔

"کیوں کیا ہے آپ نے فون' کیا ضرورت تھی فون کرنے کی۔"

"اوہو خفا ہیں اتنے دن فون نہ کرنے پر ارے بھئی بندے کی کچھ مجبوریاں تھیں۔"

"چپ رہیں اور اپنی خوش فہمی یا غلط فہمی اب ختم کیجئے اور آئندہ یہاں فون کرنے کی ہرگز کوشش نہ

کیجیے گا ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔" وہ اپنی دلکش آواز میں اپنی مجبوریاں بتانے لگا تو اس نے جھٹ ڈانٹ دیا اور اس کا یہ ناگوار انداز اسے بھی برا لگا۔

"کیا ہو جاتا ہے حادیہ آپ کو اچھی بھلی چلتے چلتے پٹڑی سے اتر جاتی ہو۔" وہ بھی خفا ہونے لگا۔

"آپ کو کیا ہے میں پٹڑی سے اتروں یا چڑھوں بس آپ آئندہ فون نہیں کریں گے۔"

"کیوں بھئی یہ اچانک کیا ہو گیا ہے چند دن تک تو بالکل ٹھیک تھیں آج موڈ اس قدر برہم ہیں کس نے ورغلا دیا ہے میرے خلاف آپ کو۔" اس کے گمبھیر لہجے میں حیرت تھی۔

"مجھے کون ورغلائے گا بھلا' میں خود پاگل ہوں کیا مجھے خود عقل نہیں کہ درست بات کر سکوں سوچ سکوں۔"

ایک تو ان سب کی باتیں دماغ میں گھوم رہی تھیں دوسرا وہ کچھ زیادہ ہی حساس ہو رہی تھی آواز میں لغزش آگئی۔

"حادیہ کیوں خفا ہیں کیا ہو گیا ہے آپ کو کیا پریشان ہیں؟" وہ بڑی نرمی سے پوچھ رہا تھا۔

"مجھے کچھ نہیں ہوا ہے بس آپ یہ بات بتائیں کہ آپ کون ہیں کیوں مجھے فون کرتے ہیں کیا چاہتے ہیں۔"

"ارے۔ تعلق کے اس موڑ پر جب کہ میرا خیال ہے کہ ہم احساسات کے ہمسفر بن چکے ہیں آپ مجھ سے غیروں والی بات کر رہی ہیں۔ یہ تو اندھیر۔ آپ کو آج تک اندازہ نہیں ہوا کہ میں کیا چاہتا ہوں کیوں فون کرتا ہوں حادیہ کیا ضروری ہے کہ ہر بات کو لفظوں کا پیراہن دیا جائے۔"

وہ اپنے خوبصورت انداز میں بول رہا تھا اور وہ اس کے الفاظ کے جگنوؤں کے سنگ آگے بڑھنے لگی مگر پھر جھٹکا لگا راحیل کہہ رہا تھا کہ اگر وہ پسند کرتا ہے اسے چاہتا ہے تو سامنے کیوں نہیں آتا مگر وہ اس سے یہ بات کہتی کیسے۔

"آپ تو لفظوں کے جادوگر ہیں مگر میری صحت پر اثر نہیں پڑتا' اور یہ آپ نے کیسے فرض کر لیا کہ احساسات کے سفر میں میں آپ کی ہمسفر ہوں آپ نے تو خوش فہمی کی انتہا کر دی ہے۔"

اس نے چور لہجے میں اس کی بات کی نفی کی تو وہ دھیرے سے ہنسا۔

"نہیں حادیہ یہ میری خوش فہمی نہیں بلکہ اک یقین سا ہے کہ اس سفر میں میں تنہا نہیں ہوں۔"

وہ بڑے یقین سے کہہ رہا تھا اور خود اس کی دھڑکنیں اس کی ہم خیال ہو گئیں۔

"میں ایک بے نام کی ہمسفر نہیں بن سکتی آج تک آپ نے اپنا نام پتا تو بتایا ہی نہیں ہے۔"

اس کی بات کے جواب میں اس کی ہنسی کی جلترنگ گونجتی رہی۔

"بہت خوب میں آپ کو اپنا پتا دے دوں اور آپ اپنے کزنز عاقب راحیل کو میری جاسوسی پر لگا دیں۔"

"ارے آپ کو میرے کزنز کے بارے میں پتا ہے" وہ اس کی بات پر بری طرح چونک گئی۔

"مجھے آپ کے بارے میں کیا معلوم نہیں یہ پوچھیے کیا اب بھی آپ کو اندازہ نہیں ہوا کہ میں کیا چاہتا ہوں۔"

وہ بڑے خوبصورت انداز میں کہہ رہا تھا حادیہ سوچ میں پڑ گئی کہ اگر یہ اسے چاہتا ہے تو پھر اتنے عرصے میں کوئی پیش رفت کیوں نہ کی اور نہ ہی اپنا کوئی اتا پتا دیا ہے یہ یقیناً "فراڈ" ہے اسے اس کی چاہت مشکوک نظر آنے لگی۔

"دیکھیے مسٹر یہ آپ میری اتنی کھوج کیوں رکھتے ہیں کیوں ٹریس کرتے رہتے ہیں مجھے۔"

اپنے وہموں سے خوف زدہ ہو کر اس کا لہجہ سخت ہو گیا تو وہ دھیرے سے ہنسا۔

"سب کچھ تو بتا چکا ہوں مگر میرا خیال تھا کہ آپ کافی ذہین ہیں اتنی واضح بات کو سمجھ جائیں گی اور سنیں یہ جو چھوٹا سا لفظ ہے ناں "کیوں" بعض اوقات بڑے بڑے ہنگاموں کا سبب بن جایا کرتا ہے اس لیے آئندہ اس سے پرہیز کریں۔"

"اور آپ بھی آئندہ مجھے فون کرنے سے پرہیز کریں۔" وہ جو سب کی باتوں کی وجہ سے اور کچھ اس کے مبہم رویے سے خوف زدہ ہو گئی تھی کہ کہیں واقعی کوئی اسے فول تو نہیں بنا رہا ہے اس خیال کے

آتے ہی غصے سے اس نے کھٹ سے ریسیور پٹخ دیا۔ اور پھر نجانے وہ کیوں رو دی ان آنسوؤں کا سبب وہ خود بھی نہیں سمجھ پائی۔

۔۔۔۔*

اور پھر واقعی وہی ہوا اس کے بعد اس کا کبھی فون نہیں آیا نہ کبھی اس کی آواز سماعتوں سے ٹکراتی دل کے تاروں کو نہ چھیڑ پائی وہ عجیب الجھن کا شکار ہو گئی تھی بارہا اسے پچھتاوے کا احساس ہوتا کہ اس نے کیوں اسے فون کرنے سے منع کیا وہ اس حقیقت جو کہ دل کی گہرائیوں میں پناہ گزین ہو گئی تھی ماننے کو تیار نہیں تھی کہ وہ اسے چاہنے لگی ہے اور وہ ثوبیہ سے الجھ پڑی۔

"آخر خود سے اقرار کر لینے میں حرج ہی کیا ہے کہ تم بھی اسے چاہنے لگی ہو۔"

"ہونہہ۔۔۔ میں۔۔۔ میں اس فراڈیے کو چاہوں گی دماغ خراب نہیں ہوا ہے میرا۔"

وہ آنکھوں کی نمی چھپاتی آواز کی لغزش پر قابو پاتی اپنے موقف پر ڈٹی رہتی تب ثوبیہ اس کی نم آنکھیں اپنے آنچل سے صاف کر دیتی۔

"محبت اور کیا ہوتی ہے۔۔۔ یہ ہی تو ہوتی ہے کہ دل میں ٹھیس بن کر ابھرتی ہے اور آنکھوں کو نم کر جاتی ہے، بالکل ایسے جیسے تمہاری یہ پیاری آنکھیں نم ہو گئی ہیں، تم بدگمان ہو اس سے مگر میرا دل کہتا ہے وہ سچا تھا وہ تمہیں چاہتا تھا وہ فراڈ نہیں تھا۔" ثوبیہ پُریقین لہجے میں اسے تسلی دیتی جو خود کو کوستی رہتی کہ وہ اچھی خاصی پڑھی لکھی ہو کر ایک اجنبی کے ہاتھوں بے وقوف بن گئی۔

"تمہیں کیا خبر تم تو یوں کہہ رہی ہو، جیسے سارا پروگرام تمہارے ساتھ سیٹ ہوا ہو۔"

"نہیں یہ بات نہیں حادیہ پتا ہے یہ جذبے شفاف پانی کی طرح ہوتے ہیں جن کی اپنی سطح بھی بڑی صاف نظر آتی ہے اور اس میں جھانکنے والے کا عکس بھی بڑا شفاف نظر آتا ہے۔"

ثوبیہ بڑے پیار سے اسے سمجھا رہی تھی مگر اس کے پلے نہیں پڑا وہ مڑ کر اسے دیکھنے لگی۔

"کیا مطلب ہوا اس کا بھلا۔" وہ آج کل بہت حساس ہو رہی تھی ثوبیہ کو اس بات کا احساس تھا۔

"میری بھولی دوست اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ تمہیں پوری سچائی سے چاہتا ہے۔" ثوبیہ نے پیار سے اس کا چہرہ تھام لیا۔

"یہ کیسی محبت کیسی سچائی ہے ثوبیہ کہ نہ تو آگے بڑھا اور نہ ہی کوئی اتہ پتا دیا۔" اسے بس اسی وجہ سے شبہ تھا کہ شاید وہ اس سے وقت گزاری کر رہا تھا۔

"ہو سکتا ہے حادیہ وہ کسی مجبوری کا قیدی ہو مگر نجانے کیوں مجھے یقین ہے کہ وہ سچا ہے کم از کم تمہیں فول نہیں بنا کر گیا۔"

اس کے برعکس ثوبیہ کو اس کی وفاداری پر اعتبار تھا۔ مگر اس کے بے قرار دل کو نجانے کیوں بے کلی سی تھی اسے اکثر خود پر غصہ آتا کہ اس نے اس بندے کو اتنی لفٹ ہی کیوں کروائی بس وہ خود کو کوستی رہتی اور ایک وہ تھا کہ لاپتا ہو چکا تھا اور اس کا کوئی اتا پتا نہیں تھا اب تو اسے عاقب اور راحیل کی باتیں سچی معلوم ہوتیں جو وہ کہا کرتے تھے گو کہ اب وہ لوگ خاموش تھے مگر اسے ان کی خاموشی بھی طنز کرتی محسوس ہوتی۔ تو وہ نظریں کترا کر رہ جاتی۔

۔۔۔۔*

روبی آپا اس کی طرف سے مایوس ہو کر لاہور میں شفٹ ہو گئی تھیں عاقب کا انجینئرنگ مکمل ہو گیا تھا وہ بھی اب لاہور جانے والا تھا تو بزرگوں کے متفقہ فیصلے سے عاقب اور ثوبیہ کا رشتہ طے ہو گیا تھا ثوبیہ تو پہلے ہی عاقب کو پسند کرتی تھی۔ اس لیے دونوں بہت خوش تھے۔

"مبارک ہو تم دونوں کو، خدا کرے تم دونوں ہمیشہ خوش رہو زندگی کی تمام خوشیاں تم لوگوں کا مقدر ہوں۔"

حادیہ نے ثوبیہ کو گلے لگا کر مبارکباد دی۔

"اور خدا کرے ایسا موقع جلد آئے کہ ہم تمہیں بھی اسی دعاؤں سے نوازیں۔"

"طنز کر رہے ہو۔" حادیہ نجانے کیوں حساس ہو رہی تھی عاقب کے مذاق کو بھی طنز ہی سمجھی۔

"کیا ہو گیا ہے حادیہ تمہیں کیوں اتنی حساس ہو رہی ہو ہم لوگ کزنز ہی نہیں دوست بھی ہیں اور

تمہارا کیا خیال ہے کہ تم تنہا ہو احمق لڑکی میرے تو دل پر لکھا ہے کہ اس شخص کو کسی نہ کسی طرح ٹریس کر کے تمہارے سامنے لا کھڑا کروں گا۔ میں نے تم سے کہا تھا ناں کہ ہم تمہاری آنکھ میں نمی نہیں دیکھ سکیں گے۔"

"سوری عاقب دراصل میں..... خود گلٹی فیل کرتی ہوں کہ میں اس شخص پر اعتبار کیوں کیا، کیوں اس سے فون پر باتیں کیا کرتی تھی جب کہ وہ مجھے فول بنا رہا تھا۔" وہ سسک پڑی۔

"نہیں تم نے کوئی غلطی نہیں کی، اور نہ تم خود کو غلط سمجھو یہ تو نارمل رویہ ہے اسی طرح ہوتا ہے زندگی میں کم آن آج تو تمہیں خوشی کے شادیانے بجانے چاہئیں۔" راحیل اسے چیئر اپ کرانے کی غرض سے شوخ ہونے لگا۔

"کیوں بھئی منگنی ہماری ہوئی ہے اور شادیانے یہ بجائیں۔" عاقب کمر پر ہاتھ باندھ کر مڑا۔

"بھئی آج حادیہ کو مکمل طور پر تم سے چھٹکارا جو مل رہا ہے اب یہ ڈھول ثوبیہ کو بجانا پڑے گا۔"

راحیل نے عاقب کے سر پر طبلہ بجانا شروع کیا تو حادیہ اس کی بے ساختہ حرکت پر مسکرا پڑی۔

——*

عاقب اور ثوبیہ کی منگنی ہو چکی تھی وہ انجینئرنگ کے بعد لاہور جا چکا تھا ان دونوں کا بھی ایم اے مکمل ہو چکا تھا ثوبیہ نے تو رزلٹ سے پہلے ہی جاب کا بندوبست کر لیا تھا البتہ حادیہ مستقل بوریت کا شکار تھی خود کو بے وقوف بنائے جانے کا زخم گو کہ مندمل ہو چکا تھا مگر جب بھی ٹیسیں اٹھتیں وہ بے دم سی ہو جاتی ایک عجیب طرح کی کم مائیگی کا احساس ہونے لگتا تھا اسے، دوسری طرف آج کل اس کے اچھے پرپوزل آرہے تھے اور وہ بلا جھجک ان کو ریجیکٹ کر رہی تھی امی تو سخت خفا تھیں اس لیے انہوں نے ثوبیہ کو اس کے پیچھے لگا دیا۔

"حادیہ یہ کیا رویہ ہے تمہارا ایک طرف تو اس سے اتنی نفرت دوسری طرف اس کا انتظار کیا ہے یہ سب۔"

"دماغ خراب ہے تمہارا، کیا میں انتظار کروں گی اس کا اس الو کا جس سے نفرت ہے مجھے۔"

"تو پھر اتنے اچھے رشتوں سے مسلسل انکار کیوں کر رہی ہو۔"

"یونہی میں میرا دل نہیں مانتا۔" اس نے بے زار سا منہ بنا کر کہا تو ثوبیہ اس کے سامنے آکھڑی ہوئی۔

"اور دل کب مانے گا جب منہ میں دانت ہوں گے اور نہ پیٹ میں آنت۔"

ثوبیہ نے کچھ اس انداز میں کہا کہ وہ بے ساختہ ہنس پڑی۔

"تمہیں کچھ اندازہ ہے، تم ہنستی ہوئی کتنی اچھی لگتی ہو۔" ثوبیہ نے پیار سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تو ایک چوٹ سی دل پر پڑی کیونکہ اسی جملے کی بازگشت اس بے وفا کے حوالے سے سماعتوں میں گونج گئی تھی۔

"آپ نے مجھے ہنستے ہوئے کہاں دیکھ لیا۔" اس نے غصے سے پوچھا تھا۔

"محترمہ آپ کی یونیورسٹی میں ہمارا کام کیا ہے آپ کو دیکھنے ہی تو آتے ہیں آپ ہنستی رہا کریں۔"

اس نے بڑے خلوص سے کہا تھا تو اس نے چڑ کر فون بند کر دیا تھا اس وقت بھی اس یاد سے دل میں ایک ٹیس سی اٹھی تھی۔

"کیا سوچ رہی ہو کیا جواب دوں آنٹی کو۔" ثوبیہ گویا اس کے جواب کی منتظر تھی وہ چونک کر سیدھی ہو گئی۔

"جو میں نے تمہیں جواب دیا ہے وہ ہی تم ان کو دے دو۔" اس نے بے نیازی سے کہتے ہوئے کشن گود میں رکھ لیا۔

"کیا پڑاؤ گی یوں بھی میں نے محسوس کیا ہے جب سے میری اور عاقب کی منگنی ہوئی ہے آنٹی کچھ خفا سی رہنے لگی ہیں مجھ سے۔"

"تمہارا وہم ہے ثوبیہ ورنہ امی تو ہر بات خدا پر چھوڑ دیتی ہیں اگر کام نہیں ہوتا تو اسے خدا کی مصلحت سمجھ کر سر جھکا دیتی ہیں، بہرحال اب تو تم کسی طرح ان کو روکو میں فی الحال شادی کے لئے خود کو تیار نہیں سمجھتی۔"

"اچھا بابا کہہ دیتی ہوں جا کر۔" ثوبیہ جانے کے

لے مڑی پھر پلٹ آئی۔

"ویسے اپنے ہرجائی کا کب تک انتظار کرو گی۔"

ثوبیہ چھیڑ رہی تھی اس نے کشن اٹھا کر اسے مارا تو وہ بھاگ گئی۔

***

زندگی اسی طرح بے کیف سی گزر رہی تھی کبھی جب کوئی پروپوزل آجاتا تو امی پھر اس کے پیچھے ہو جاتیں تب اس کے لئے بڑا مسئلہ ہو جاتا حالانکہ جب وہ حقیقت پسندی سے سوچتی تو خود کو کوستی کہ کیا واقعی میں اس کا انتظار کر رہی ہوں کیا واقعی میں نے اس کے لئے دروازہ کھلا چھوڑ رکھا ہے' جو کبھی آیا اور نہ کبھی گیا۔ اور جب اندر سے جواب ہاں کی صورت میں آتا تو وہ خود ہی سے الجھ پڑتی۔

اس وقت بھی وہ عصر کی نماز کے بعد لیٹی تھی کہ فون کی بیل ہوئی اس کا دل نہیں چاہ رہا تھا کسی سے بات کرنے کو اس لئے ڈھیٹ بنی رہی مگر اس کی طرح شاید فون والا بھی ڈھیٹ تھا بیل پر بیل ہو رہی تھی وہ مجبوراً" اٹھی۔

"ہیلو۔" اس نے بے زار لٹھ مار انداز میں ہیلو کہا تو دوسری طرف سے دلکش ہنسی کی لہر اس کی دھڑکنوں کو چھیڑ گئی آج پورے دو سال بعد پھر وہی آواز وہی لہجہ اس کی سماعتوں سے ٹکرا رہا تھا اس کا جی چاہا ہیلو' ہیلو کرتی رہے اور وہ یوں ہی ہنستا رہے مگر وہ اتنی کمزور کہاں تھی کہ دل کی تابع ہوتی۔

"ہیلو کون ہیں آپ' بات کرنی ہیں تو کریں یوں پاگلوں کی طرح مت ہنسیں۔" وہ اپنے مخصوص انداز میں گویا تھی۔

"وہی انداز وہی لہجہ وہی مزاج یعنی کہ دو سال کی جدائی نے بھی کچھ نہیں بگاڑا تمہارا خیر کیسی ہو؟۔"

اس کی آواز آج بھی پہلے کی طرح سحر انگیز تھی وہ نرمی کے ساتھ ہم کلام تھا۔ وہ پوچھ رہا تھا تو اس کا جی چاہا رونا شروع کر دے اور اتنا عرصہ غائب رہنے پر خوب سنائے مگر وہ اس پر اپنی کوئی کمزوری ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"آپ سے کیا مطلب کوئی کیسا بھی رہے مرے یا جئے۔" وہ حلق میں پھنسے آنسوؤں کے گولے کے ساتھ بمشکل بولی۔ اور نہ چاہتے ہوئے بھی یہ جملہ زبان سے پھسل گیا وہ بھی اس کی کیفیت سمجھ رہا تھا۔

"اچھا لڑائی چھوڑو' یہ بتاؤ کس رقیب کو تو لفٹ نہیں کرا دی تم نے۔" وہ خوشگوار انداز میں پوچھ رہا تھا کہ کہیں اس کی شادی یا منگنی تو نہیں ہو گئی۔

"جب میری زندگی میں ہیرو کی کوئی اہمیت نہیں' تو رقیب کیوں کر آسکتا ہے۔"

وہ بپھری ہوئی تھی اتنے عرصے کی بھڑاس تھی وہ نکلتی تو تھی مگر اس کی بات اس کے دل پر لگی۔

"کیا ہے حادیہ ایک دم ہی دل توڑ کر رکھ دیتی ہو ایک شخص کی زندگی میں تم پوری کی پوری چھائی ہوئی ہو وہ تمہاری زندگی میں نہیں ہے' یہ میں نہیں مان سکتا۔ میرے جذبے یک طرفہ ہیں۔"

اس کے لہجے میں یقین اور اعتماد تھا چاہتوں پر محبتوں پر حادیہ نے آنکھیں بند کر کے اس کی چاہت کا اقرار دل میں کیا۔

"کیوں' آپ کیوں نہیں مان سکتے' ایسا کون سا یقین کا سرمایہ دے دیا ہے میں نے آپ کو کہ آپ مان نہیں سکتے۔"

"بڑا آسان سا فارمولا ہے حادیہ یہ تو اگر کسی کی محبت کا اندازہ کرنا ہو تو خود اپنی محبت کی گہرائی اور پائیداری کو پرکھنا چاہیے کیونکہ یک طرفہ محبت کی آگ کے شعلے بھڑک جاتے ہیں ختم ہو جاتے ہیں جب کہ دونوں طرف لگی آگ سلگتی رہتی ہے تم بے شک انکار کرو حادیہ مگر میں یہ بات پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں میں بھی تمہاری زندگی میں اسی طرح موجود ہوں جس طرح تم میری زندگی میں موجود ہو۔" وہ بڑے جذب میں بول رہا تھا اور وہ بالکل ایسے ہی کھسیانی ہو گئی جیسے کوئی چوری کرتے رنگے ہاتھوں پکڑے جانے پر ہوتا ہے۔

"اچھا فضول باتیں نہ کریں ثوبیہ کی طرح' وہ بھی ایسی ہی الٹی سیدھی باتیں کرتی ہے۔"

"ہاں جو درست بات کرتا ہے وہ آپ کو الٹی سیدھی نظر آتی ہے ثوبیہ بہت سمجھ دار لڑکی ہے وہ یقیناً" آپ کو بڑے اچھے مشورے دیتی ہوگی میرے بارے میں' جب آپ بدگمان ہو جایا کرتی ہوں گی تو ویسے تم ہو بڑی ظالم' اتنا عرصہ بعد فون کیا ہے حال

احوال تک نہیں پوچھا کیسے ہو زندہ ہو مردہ ہو وغیرہ وغیرہ۔" وہ شوخ لہجے میں شکایت کر رہا تھا تب وہ بھڑک اٹھی۔

"جی ہاں جیسے آپ تو بڑا اتا پتا دے کر گئے تھے ناں مجھے' اتنا تو آپ کو اعتبار نہیں مجھ پر کہ اپنے بارے میں کچھ بتا دیتے تو آپ کا کیا خیال تھا میں آپ کو کچھ نقصان پہنچا دیتی۔"

اتنے عرصے سے جو اس سے شکایت تھی وہ اس نے کہہ دی اس کی بات کے جواب میں وہ کچھ دیر چپ رہا۔

"حادیہ میں تمہاری ساری باتوں کا جواب دوں گا یہ بتاؤ کہاں مل رہی ہو۔"

وہ اب خود بھی سامنے آکر اسے سب کچھ بتا دینا چاہتا تھا مگر اس کا یوں کہنا اسے تپا گیا۔

"میں آپ سے کہیں نہیں مل رہی آپ نے سوچا کیسے کہ میں آپ سے کہیں باہر ملوں گی۔"

وہ انتہائی بدلحاظی سے بولی تو ایک چوٹ سی لگی اس کے دل پر۔

"سوچا تو خیر ایسا ہی جواب تھا جیسا تم نے دے دیا ہے پھر بھی ایک اعتماد تھا کہ اپنے گھر تو تم بلاؤ گی نہیں' اور فون پر ایسی باتیں کچھ معیوب سی لگتی ہیں سوچا تھا وہ پڑھے لکھے لوگوں کی طرح کہیں بیٹھ کر بات کریں گے جو تمہیں گوارا نہیں تو کیا کہا جا سکتا ہے۔ بہر حال تمہیں مجھ سے زیادہ میرے نام اور پتے سے دلچسپی ہے تو سنو میرا نام عمیر احسن ہے اور میرا ایڈریس یہ ہے چند مجبوریاں تھیں کہ میں سامنے نہیں آرہا تھا اب آئندہ تم کبھی یہ آواز نہیں سن سکو گی اور نہ کوئی تمہیں اپ سیٹ کرے گا۔۔۔ خدا حافظ۔"

اور وہ گمبھیر سنجیدہ لہجے میں نام پتا بتا تا خدا حافظ کہہ گیا لائن کٹ چکی تھی اور وہ اب بھی گم سم بیٹھی سوچے جا رہی تھی گزشتہ سالوں کے ایک ایک لمحے میں اس نے دعا مانگی تھی کہ ایک بار تو وہ سامنے آکر اسے اپنے بارے میں بتائے آج یوں اچانک وہ آیا بھی اور گیا بھی اور وہ ایک ہاتھ میں پین اور دوسرے میں ریسیور تھامے اس کے بارے میں سوچے جا رہی تھی جو مکمل طور پر خفا ہو گیا تھا۔

"ہائیں یہ تمہیں کیا ہوا ہے' سکتہ کیوں ہو رہا ہے خیریت تو ہے ناں۔"

ثوبیہ اندر آئی اور اسے یوں تصویر بنے دیکھ کر گھبرا کر آگے بڑھی اور حادیہ اس کے ساتھ لگ کر شدت سے رو پڑی۔

"حادیہ مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے بتاؤ کیا بات ہے۔" ثوبیہ کو واقعی گھبراہٹ ہونے لگی تب اس نے گلوگیر آواز میں اسے سب کچھ بتا دیا تو ثوبیہ خوشی سے اچھل پڑی۔

"واقعی مبارک ہو' چلو تمہارا انتظار لاحاصل تو نہیں رہا ناں۔"

"مگر وہ تو خفا ہو گیا ہے ثوبیہ' مگر اب تم بتاؤ میں کیسے اس سے کسی ہوٹل یا پارک میں ملتی۔"

"تمہیں اب فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں' روٹھا ہے تو کوئی بات نہیں منا لیں گے لاؤ ایڈریس آج عاقب کا فون آئے گا تو اس کو ایڈریس دے دیں گے وہ موصوف کا پتا لگا لے گا کہ کتنے پانی میں ہے اور پھر۔"

ثوبیہ گانے لگی تو وہ جھینپ گئی۔

--*

اور پھر اس رات عاقب کو عمیر احسن کے بارے میں بتا دیا گیا اور وہ تو اسی بات کا منتظر تھا کہ کسی طرح اس کا اتا پتا ملے تو وہ اس تک پہنچے۔

"بس حادیہ اب تم فکر نہ کرو اس کے حساب کتاب کا وقت آگیا ہے بس تم اب شادی کی تیاری کرو۔"

"بکو مت بدتمیز۔" عاقب اسے چھیڑ رہا تھا اور وہ جھینپ رہی تھی۔

"جی ہاں دل میں تو لڈو پھوٹ رہے ہیں اور اوپر سے ڈانٹا جا رہا ہے' اچھا خیر اب ہڈی ہٹ جاؤ درمیان سے ثوبیہ سے بات کرنے دو ظالم سماج۔"

پھر عاقب اور ثوبیہ کتنی دیر باتیں کرتے رہے وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں آگئی اور رزلٹ کا انتظار کرنے لگی کیونکہ اسے معلوم تھا عاقب اب ضرور ڈھونڈ نکالے گا اسے وہ بے چینی سے آنے والے وقت کے لئے دعائیں کرنے لگی۔

--*

عاقب تو اسی انتظار میں تھا کہ اس کا ایڈریس ملے تو وہ

اس تک پہنچے دوسرے ہی دن وہ آفس سے آنے کے بعد مطلوبہ ایڈریس پر پہنچ گیا ماڈل ٹاؤن میں بڑی خوبصورت سی کوٹھی کے گیٹ پر لگی نیم پلیٹ پر اسے مطلوبہ ایڈریس تو مل گیا اب وہ مطلوبہ بندے سے ملنا چاہتا تھا وہ چوکیدار خان بابا کی جانب بڑھا جو مشکوک نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"یار خان!" ابھی اس نے یہ ہی جملہ ادا کیا تھا کہ نسوار کی چٹکی منہ میں رکھتا خان اس کی طرف بڑھا۔

"دالی ام تمہارا باپ کی مافق ہے اور تم ام کو یار بولتا اے شرم کرو۔"

"سوری خان چاچا' عمیر احسن صاحب تشریف رکھتے ہیں۔" اس میں عاقب کا بھی کیا قصور تھا پچھلی بار ایک چوکیدار کو چاچا کہہ دیا تھا اس نے گھما کر رکھ دیا کہ "چاچا کیوں بولا ہے یار بولو ناں۔"

"وہ تشریف تو پتا نہیں کہاں رکھتی اے البتہ خود اندر بیٹھی ہے بلاؤں۔"

خان نے نسوار کی ڈبیہ میں اپنا چہرہ دیکھ کر مونچھوں پر تاؤ دیا اور اس کی جانب مڑا۔

"ٹھیک ہے چاچا تشریف کو چھوڑ کر ان کو بلا دو۔"

اور پھر وہ وسیع لان میں رکھی کرسیوں پر بیٹھ کر عمیر احسن کا انتظار کرنے لگا اور تھوڑے سے انتظار کے بعد سفید کلف دار سوٹ میں خوبصورت انداز میں ایک شخص سامنے موجود تھا وہ مرعوب سا اس کے لیے کھڑا ہو گیا۔

"تشریف رکھیے۔ بابا اندر کہہ آئیں مزے دار سی چائے بھیج دیں۔"

عمیر احسن نے اس سے ہاتھ ملا کر اسے بیٹھنے کو کہا اور پھر خان کی جانب دیکھ کر چائے لانے کا حکم دیتا ہوا پلٹ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا جو سوچ رہا تھا کہ حادیہ واقعی خوش قسمت ہے کہ ایسا خوبرو بندہ اسے چاہتا ہے۔

"جی۔" عمیر احسن سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا اب کیا بات کرے اپنے آنے کا کیا جواز پیش کرے۔

"وہ جی بات دراصل یہ ہے کہ میں آپ کے علاقے میں گھر خریدنا چاہتا ہوں تو آپ کوئی ہیلپ کرسکتے ہیں اس سلسلے میں۔"

اب اتنی جلدی اور تو کوئی بہانہ سمجھ میں نہیں آرہا تھا اس نے یہ بہانہ ہی گھڑ لیا تو عمیر احسن کے ہونٹوں پر بڑی خوبصورت سی مسکراہٹ آگئی وہ آگے بڑھ کر چائے بنانے لگا۔

"شکر کتنی لیتے ہیں۔" وہ اس کی بات کو اگنور کیے چینی کا پوچھ رہا تھا۔

"جی دو چمچ' ویسے آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔" عاقب نے ذرا اعتماد سے پوچھا۔

"دیتا ہوں عاقب صاحب' بات یہ ہے کہ میں یہ کاروبار نہیں کرتا لیکن حیرت ہے کہ آپ کو کس نے یہ کہا کہ۔"

"کہا تو کسی نے نہیں' مگر چونکہ اس جگہ پر مجھے آپ کی کوٹھی سب سے اچھی لگی میں نے سوچا اس باذوق بندے سے مل کر بات آگے بڑھانی چاہیے پوچھنا چاہیے کہ وہ کیا چاہتا ہے شادی کے بارے میں کیا سوچا ہے وغیرہ وغیرہ۔"

"جی کیا کہہ رہے ہیں آپ۔"

بولتے بولتے عاقب پٹڑی سے اتر گیا تو عمیر احسن چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"جی وہ کچھ نہیں یوں ہی بے خیالی میں کچھ کہہ گیا ہوں' اچھا یہ بتائیں کہ آپ اور کیا کرتے ہیں میرا مطلب ہے گھر میں کتنے لوگ ہیں۔"

عاقب بار بار پٹڑی سے اتر کر اسے مشکوک کر رہا تھا عمیر احسن بڑی کھوجتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا اور سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا مگر کوئی سرا ہاتھ نہیں آرہا تھا پھر کافی دیر بیٹھنے کے بعد کچھ مشکوک سی دوستی کرتا ہوا عاقب اٹھ کر آگیا عمیر احسن حیران سا اس کے بارے میں سوچتا اندر آگیا۔

--*

"۔۔۔ لڑکی نہ' سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ بندہ درست دماغ رکھتا ہو۔"

آتے ہی وہ حادیہ کو فون کر رہا تھا اور الجھ رہا تھا وہ جو اتنی بے چینی سے اس کے فون کا انتظار کر رہی تھی اسے خوف زدہ کر رہا تھا۔

"عاقب پلیز' تمہیں اچھی طرح معلوم ہے اس

معاملے میں میں کتنی پکی ہوں' الجھاؤ مت یہ بتاؤ وہ وہی ہے ناں کیسا ہے اخلاق کیسا ہے دیکھنے میں کیسا ہے خوبرو ہے یا ایسا ہی ہے۔"

وہ ڈھیروں سوال پوچھ رہی تھی اور وہ اسے تنگ کیے جا رہا تھا۔

"یار یہ ہی تو کہہ رہا ہوں کہ سو فیصدی وہی بندہ تھا مگر میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اتنے خوبرو ویل مینرڈ بندہ کا دماغ خراب بھی ہو سکتا ہے۔" وہ چھیڑ رہا تھا حادیہ سچ مچ ہول گئی۔

"کیا مطلب تمہیں کیسے اندازہ ہوا کہ اس کا دماغ خراب ہے۔"

"تو اور سنو احمق لڑکی' اس کے پاگل پن کے ثبوت کے لیے یہ بات کافی نہیں کہ وہ تم جیسی عجیب لڑکی کو چاہتا ہے۔"

"عاقب کے بچے میں تمہارا سر توڑ دوں گی' یہ بتاؤ ہے کیسا؟" حادیہ اس کی بات سمجھ کر مطمئن ہو گئی۔

"یہ ہی تو رو رہا ہوں بندہ خود تو گلفاموں کے خاندان سے لگتا ہے پسند کر لی ہے چڑیل' ویسے اچھا خاصا بے جوڑ سا ہے کہاں وہ شہزادہ گلفام کہاں تم' جنگلی بلیوں جیسی ہلاکو خان کی نواسی' میرا خیال ہے کہ اس معاملے کو ختم کر دو میں اسے کوئی اسی کی طرح کی لڑکی دکھا دیتا ہوں۔"

وہ اسے مسلسل تنگ کر رہا تھا۔

"اچھا سنو تم پہلی فرصت میں لاہور آجاؤ۔"

"وہ کیوں بھلا۔" وہ اس کی بات سمجھ نہیں پائی۔

"اچار ڈالنا ہے تمہارا کیوں ارے بھئی کچھ تو سوچا ہے ناں میں نے تب ہی تو بلا رہا ہوں بس وقت ضائع کیے بغیر آجاؤ ورنہ نقصان تمہارا اپنا ہو گا اور آنٹی کی فکر نہ کرو ابھی ان سے بات کروا دو خود ہی بھیج دیں گی۔"

اور پھر عاقب نے کیا سوچا تھا کیا نہیں وہ یہ نہیں جانتی تھی البتہ عمیر احسن کو دیکھنے اور اس کے بارے میں جاننے کی غرض سے وہ ہر صورت لاہور جانا چاہتی تھی اور اس سلسلے میں اسے کوئی دقت نہیں اٹھانا پڑی کیونکہ امی تو خود چاہتی تھیں کہ وہ فریش ہو زندگی کو انجوائے کرے اور آئندہ زندگی کے لیے کوئی فیصلہ کرے۔

--*

"ہاں اب بتاؤ کیا سوچا ہے تم نے۔" وہ شام کی فلائٹ سے لاہور پہنچ کر اب عاقب کے سامنے کھڑی تھی۔

"دیکھو میں نے یہ سوچا ہے کہ جس طرح اتنا عرصہ اس نے تمہیں تنگ کیا ہے' تم بھی اپنا بدلہ لے سکتی ہو اگر وہ تم سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے تو تم اس کی محبت کو آزما سکتی ہو' ویسے مجھے لگتا نہیں کہ بندے کے تمہیں فول بنایا ہے بڑا اچھا ڈیسنٹ سادہ بندہ ہے ایسی حرکت کر نہیں سکتا۔"

"اچھا کیا دیا ہے اس نے تمہیں اپنی وکالت کرنے کا۔" حادیہ اس کی حمایت پر چڑ گئی۔

"سچائی بولتی ہے لڑکی سچائی' بہر حال میں نے جو کہا تھا پورا کر دیا ہے تمہارا مجرم سامنے لا کھڑا کیا ہے جیسے چاہو انتقام لے لو میں تمہارا ساتھ دینے کو تیار ہوں۔"

"اچھا پہلے بندہ' میرا مجرم مجھے دکھا تو دو۔" حادیہ کو عمیر احسن کو دیکھنے کی بے چینی تھی۔

"ہرگز نہیں ناممکن۔" عاقب نے جھٹ انکار کر دیا۔

"اس لیے کہ تم تو اسے دیکھتے ہی فوت ہو جاؤ گی' انتقام کیا خاک لو گی۔"

"حکومت ایسی بھی بات نہیں۔" حادیہ عاقب کے یوں کہنے پر جھینپ گئی۔

اور پھر عاقب نے عمیر احسن سے دانستہ طور پر دوستی کر لی آنا جانا شروع کر دیا عمیر بھی اب اچھے طریقے سے ملتا رمضان المبارک شروع ہو چکا تھا عمیر نے اسے افطاری پر مدعو کیا تو وہ کچھ سوچ میں پڑ گیا۔

"عاقب کیا بات ہے اس میں سوچنے کی کیا بات ہے افطاری میں کیا مضائقہ ہے۔"

"نہیں یار' عمیر یہ بات نہیں دراصل میری آنٹی آج کل کراچی سے آئی ہوئی ہیں چونکہ گھر کے افراد اسلام آباد گئے ہوئے ہیں سوچ رہا ہوں آنٹی کو کہاں کس کے سہارے چھوڑ کر آؤں' میرا مطلب ہے اکیلا چھوڑ کر آتے ہوئے بھی اچھا نہیں لگتا اور چونکہ

تم نے صرف مجھے افطاری کی دعوت دی ہے تو میں ان کو بن بلائے مہمان کی حیثیت سے لا بھی نہیں سکتا دیکھو ناں یار سمجھا کرو وہ آنٹی مستقبل قریب میں میری ہونے والی 'بہو' میرا مطلب ہے بہو کی ساس بننے والی ہیں اوہوں وہ یہ کہ میری ساس بننے والی ہیں اور تم تو جانتے ہو ساس سے داماد کو کتنا ڈرنا چاہیے ورنہ ـــــ" عاقب بدحواسی میں کچھ کا کچھ بولے جا رہا تھا۔

"نہیں یار ابھی تک تو میں چونکہ بغیر ساس کے جی رہا ہوں تجربہ نہیں لیکن اگر تمہارے ساتھ یہ پرابلم ہے تو ان کو ساتھ لے آنا۔"

"ایک بات بتا دوں کھاتی وہ بہت ہیں۔"

"انسانوں کو تو چھوڑ دیتی ہیں ناں۔"

"ہاں آدم خوری کی عادت نہیں ہے' ان کو ورنہ ہماری نسلیں برباد ہو چکی ہوتیں۔"

"اچھا تو پھر لے آنا ان کو بھی۔" عمیر نے گہرا سانس لے کر کہا تو عاقب اٹھ کھڑا ہوا۔

"اچھا میں چلتا ہوں وہ برقعے میں آئیں گی ڈرنا نہیں۔"

"کیا مطلب؟" وہ عاقب کی بات کا مطلب نہیں سمجھ پایا تھا۔

"بھئی پرانے وقتوں کی خاتون ہیں ناں' اس لئے شٹل کاک برقعہ پہنتی ہیں۔"

"ارے تو اس میں ڈرنے کی کیا بات ہے پردہ دار خواتین تو احترام کے قابل ہوتی ہیں اور پردہ مسلمان عورت کی پہچان ہے' ان کو ضرور لے کر آنا" عمیر نے بطور خاص تاکید کی تو عاقب ہنستا ہوا آ گیا۔

*_*_*

"کیا مطلب ہے میں نہیں جاؤں گی وہ بھی شٹل کاک برقعے میں' دھڑام سے گر پڑوں گی اس کے سامنے ہی' اوپر سے اپنی آنٹی بنا کر پیش کر دیا ہے۔" اس کی ترکیب سے وہ بالکل بھی متفق نہیں تھی۔

"اچھا نہیں تو نہ سہی ایک تو تمہاری خاطر اس ڈینٹسٹ سے بندے کو بے وقوف بنا رہا ہوں' اوپر سے تمہیں نہ میری آنٹی بننا گوارا ہے اور نہ برقعہ اوڑھنا' آج کل کی لڑکیوں کے لئے تو پردہ کرنا محال ہے۔"

"ایسی بات نہیں ہے عاقب خود سوچو میں کیسے شٹل کاک برقعے میں جاؤں؟"
وہ نہ تو اس موقع کو گنوانا چاہتی تھی نہ عاقب کو ناراض کرنا چاہتی تھی اور نہ ہی اس کے بتائے فارمولے پر عمل کر سکتی تھی اسے یقین تھا وہ ضرور کوئی گڑبڑ کردے گی۔
"ٹھیک ہے نہیں تو نہیں سہی' خوامخواہ اترائے جارہی ہو ایک بندہ اتنا کچھ کررہا ہے اور تم ایسے سوچ رہی ہو۔" عاقب ناراض ہوگیا۔
"اچھا۔ بابا اچھا جیسا کہو گے' ویسا ہی کروں گی ماسی سے کہہ دینا اپنا برقعہ دے جائے۔"

--*

شٹل کاک برقعے میں ہاتھ میں چھڑی لیے وہ بالکل بوڑھی عورت کی طرح چلتی ہوئی آرہی تھی عاقب نے ایک ہاتھ سے اسے تھام رکھا تھا عمیر نجانے کہاں تھا وہ ڈرائنگ روم میں ابھی کھڑے ہی تھے کہ عمیر آگیا برقعے کی جالیوں سے حادیہ نے دیکھا سفید کلف دار شلوار سوٹ میں خوبرو سا شخص عاقب کی تعریف کے عین مطابق سامنے کھڑا تھا اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ اسے دیکھا چھڑی پر دباؤ ڈالا مگر چھڑی کھسک گئی اور وہ دھڑام سے نیچے گر پڑی۔
"او سوری آپ کی چھڑی پھسل گئی آیئے میں اٹھا دیتا ہوں۔" عمیر جلدی سے آگے بڑھا تاکہ اسے پکڑ کر اٹھائے مگر اس نے وہی چھڑی اس کے سر پر دے ماری' تو کچھ دیر کے لیے عمیر کی آنکھوں کے سامنے تارے ناچتے رہے وہ پھر شرمندہ ہو کر اٹھ گیا۔
"آئے ہٹ ناہنجار ناخلف تیرے ہاتھ میں دوں گی میں اپنا ہاتھ کم بخت ادب لحاظ تو رہا ہی نہیں۔" وہ بوڑھوں جیسی آواز نکال رہی تھی عمیر شرمندہ ہو رہا تھا۔
"معذرت چاہتا ہوں آنٹی۔"
"آنٹی دیکھئے ناں ایک تو وہ سہارا دینا چاہتا ہے اور آپ نخرے دکھا رہی ہیں۔"
"بالکل یار عاقب میں تو آنٹی کو اٹھانا چاہتا تھا ان کی چھڑی جو پھسل گئی تھی۔"
عمیر اپنی صفائی پیش کر رہا تھا۔
"خیر اچھی چیزیں دیکھ کر تو بڑے بڑے لوگ پھسل جاتے ہیں ابھی تو ان کی چھڑی پھسلی ہے خواگر۔"
"چپ کم بخت راز فاش کرتا ہے جیسا خود ہے ویسے دوست بنا رکھے ہیں۔"
حادیہ نے پھر چھڑی عاقب اور پھر عمیر کے سر پر ماری عاقب نے تو اسے خوب آنکھیں دکھائیں البتہ عمیر باہر نکل گیا افطاری کے انتظامات دیکھنے کی غرض سے۔
"آنٹی' عاقب آجائیں روزہ کھلنے والا ہے۔"
ڈھیر ساری چیزوں سے میز بھری پڑی تھی عمیر بھی اس کے سامنے والی کرسی پر تھا حادیہ نے ایک نظر اسے دیکھا۔ اور افطار کی دعا مانگنے لگی۔

--*

"یہ کیا جوکروں والی حرکتیں فرما رہی تھیں آپ' شرم نہیں آئی...... ایسی حرکتیں کرتے ہوئے اگر کل کلاں کو راز کھلے گا تو کیا سوچے گا۔"
گھر آکر عاقب اس کی خوب خبر لے رہا تھا اور وہ جو عمیر کو دیکھ کر عجیب طرح کی خوشی محسوس کر رہی تھی سکون سے مسکراتی رہی اور وہ اسے ڈانٹتا رہا۔
"بھئی اتنا مائنڈ کرنے کی کیا ضرورت ہے میں تو اس وقت آنٹی تھی تم لوگوں کی اور بڑوں کو تو حق ہوتا ہے چھوٹوں کو مارنے پیٹنے کا۔" وہ بہت خوش تھی ترنگ میں بول رہی تھی۔
"اچھا اب اگلا مرحلہ کیا ہے آئندہ کیا کرنا ہے یہ تو بتاؤ۔" وہ عاقب کو خفا ہو کر جاتے دیکھ کر سامنے آن کھڑی ہوئی تو اسے ترس آگیا اس پر اور آئندہ کا پروگرام بتانے لگا۔

--*

"اوہو محترمہ دیکھیے یہ انتہائی غلط بات ہے کہ آپ کسی اجنبی کو فون کر کے تنگ کریں اور یوں بھی لڑکیوں کا یوں فون کرنا مجھے قطعی پسند نہیں سمجھیں آپ آئندہ آپ فون نہیں کریں گی۔"
کئی روز سے کسی لڑکی کا فون مستقل آرہا تھا عمیر جب بھی فون اٹھاتا وہی لڑکی ہوتی وہ ریسیور رکھ دیتا۔ مگر آج اس نے اسے کھری کھری سنانے کا فیصلہ کرلیا تھا۔

"دیکھنے میں تو آپ بد مزاج نہیں لگتے۔"
"کہاں دیکھ لیا ہے آپ نے مجھے' اور اگر دیکھ لیا ہے تو بھی کیا کروں چھوڑیے میرا پیچھا۔"
وہ خاصی بد تمیزی سے بات کر رہا تھا مگر وہ اتنا ہی لطف اندوز ہو رہی تھی۔
"اچھا تو جناب آپ کا اب قیامت تک نہیں چھوٹنے کا آپ کو مجھ سے دوستی کرنا ہی پڑے گی عمیر احسن صاحب۔"
"کیا آپ کو میرا نام بھی معلوم ہے۔" وہ بری طرح چونکا، یہ کون ہے اور اسے اس نے کہاں دیکھ لیا ہے۔
"ارے صاحب آپ صرف نام کی بات کرتے ہیں جناب ہم تو آپ کا شجرہ نسب تک جان گئے' کہیے تو بتادیں۔"
"دیکھیے محترمہ آپ جو کوئی بھی ہیں آئندہ فون نہ کریں تو بہتر ہے ورنہ میں۔"
"لگتا ہے آج آپ بہت غصہ میں ہیں چلیے پھر کبھی روزہ کھول کر سہی۔"
اور اس کا جواب سنے بغیر اس نے ریسیور رکھ دیا اور وہ ریسیور کو گھورتا رہا۔

--*

"ایسا ہی ہوتا ہے عمیر احسن صاحب کسی کو تنگ کرنے کا انجام' ایسی ہی کوفت ہوتی ہے جناب میں بھی آپ کو مزا چکھا کر ہی دم لوں گی۔ کیا سمجھ رکھا ہے مجھے۔" حادیہ کو بڑا مزا آ رہا تھا عمیر احسن کو تنگ کر کے حالانکہ عاقب نے منع بھی کیا مگر وہ باز نہیں آئی وہ نماز کے بعد پھر آ بیٹھی فون کے پاس۔
"ہیلو کیسے ہیں عمیر احسن صاحب۔"
"دیکھیے آپ کو کچھ خیال کرنا چاہیے لڑکیوں کو ایسی حرکتیں نہیں کرنی چاہئیں جس سے ان کی عزت نفس مجروح ہو۔" وہ تراویح کے بعد خاصا تھک گیا تھا اور اب سونا چاہتا تھا۔
"اس عزت نفس ہی کی تو تسکین کر رہی ہوں عمیر احسن صاحب اور سنیے میں بھی ایرے غیرے کو لفٹ نہیں کراتی وہ تو آپ پسند آ گئے ہیں ورنہ۔"
"دیکھیے محترمہ میں آپ کو اندھیرے میں نہیں رکھنا چاہتا میں بھی کسی کو پسند کرتا ہوں چاہتا ہوں اور میری وفائیں اسی کے نام ہیں۔"
وہ آج حادیہ کو بہت مس کر رہا تھا حادیہ کے دل میں ڈھیروں سکون اتر رہا تھا۔
"اچھا نام کیا ہے ان محترمہ میری رقیبہ صاحبہ کا۔"
"اگر نام سے آپ کو تسکین ملے گی تو سنیے اس کا نام حادیہ ہے۔" وہ دھاڑا۔
"اچھا اس کا مطلب ہے آپ تو پرائے ہیں او کے خدا حافظ آئندہ آپ کو تنگ نہیں کروں گی۔" اس نے خوشی سے اچھلتے دل کے ساتھ مصنوعی سسکی بھری اور فون رکھ دیا عمیر کو افسوس تو ہوا مگر یہ سکون بھی کہ آئندہ وہ فون نہیں کرے گی۔

--*

رمضان المبارک کے روزوں کے ساتھ سب عید کی تیاریوں میں بھی مصروف تھے حادیہ نے امی سے لاہور ہی میں عید منانے کی اجازت لے لی ان کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا وہ بے حد خوش تھی یہ عید اس کے لئے نئی اور انوکھی خوشیاں لیے آ رہی تھی آنٹی نے بڑے پیار سے اس کے لئے سنہری شرارہ بنوا دیا تھا اور عاقب بتا رہا تھا کہ اس نے عمیر کو عید پر بلایا ہے۔
عید کا اپنا ایک شور ہنگامہ تھا ہر کوئی شاداں تھا عید کی نماز کے کچھ دیر بعد ہی عمیر کے آنے کی اطلاع ملی وہ چپکے سے ڈرائنگ روم کے ساتھ والے کمرے میں آ گئی کھڑکی میں کھڑی وہ کافی دیر تک سفید لباس میں اسے دیکھتی رہی۔ اسے دروازے کی طرف بڑھتے دیکھ کر وہ پلٹی ایک دم دروازہ کھلا اور عمیر اندر آ گیا وہ آگے بڑھ ہی رہی تھی کہ عمیر نے اسے پکڑ لیا۔
"اب کہاں بھاگ رہی ہیں حادیہ صاحبہ پتا کرواتی ہوئی ہمارے شہر آئی ہیں تو ہم چور کو بھاگنے نہیں دیتے۔" وہ اپنے مخصوص دل نشین انداز میں بولتا رہا وہ حیا سے چھپنے لگی۔
"عید مبارک۔" اس نے اپنا نازک حنائی ہاتھ اٹھا کر کہا تو وہی ہاتھ عمیر نے تھام لیا۔
"میں عاقب کا احسان مند ہوں کہ اس نے میرا ساتھ دیا اور مجھے بتا دیا ورنہ۔ خیر۔ عید مبارک" عمیر کی ہنسی بھی اس کی مسکان میں شامل ہو گئی۔

--*